

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 25 اپریل 2019ء بروز جمعرات بر طبق 19 شعبان المظہر 1440 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	چیز مینوں کے پیش کا اعلان۔	06
4	وقف سوالات۔	06
5	توجہ دلاؤ نوٹس۔	41
6	رخصت کی درخواستیں۔	55
7	تحریک الٹا نمبر 2 میجانب: جناب قادر علی نائل، رکن اسمبلی۔	68
8	نمیتی قرارداد میجانب: جناب قادر علی نائل، رکن اسمبلی۔	70

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبد الرحمن

چیف رپورٹر----- جناب احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 25 اپریل 2019ء بروز جمعرات بہ طابق 19 شعبان المظہم 1440 ہجری،
بوقت شام 05:00 بجکر 10 منٹ پر زیر صدارت سردار بار خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی
ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٍ ط بَلْ أَحْياءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ هـ
وَلَنَبُلوْنَكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأُنْفُسِ
وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ هـ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ لَا قَالُوا إِنَّا
لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ هـ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ

وَرَحْمَةً قَدْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ هـ

﴿پارہ نمبر ۲ سورہ القراء آیات نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۷﴾

ترجمہ: اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم
کو خبر نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑی سی ذرا سے اور بھوک سے اور نقصان سے
مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے۔ اور خوش خبری دے اُن صبر کرنے والوں کو کہ
جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کامال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے
والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عنا نکتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہے سیدھی
راہ پر۔ صدق اللہُ العظیم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

جناب اصغر خان اچخزی: جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب اصغر خان اچخزی: جناب اسپیکر! باچا خان اور ولی خان کے پیر و کار حاجی بور محمد لالا اور اسی طرح آج چمن میں ایک پولیور کرخا توں کوشید کیا گیا ہے، اور ماڑہ والوں اور ان سب کے لئے اگر ایک اجتماعی دُعا ہو جائے۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار یار محمد صاحب۔

سردار یار محمد رندہ: جناب اسپیکر! سانحہ ہزار گنجی کا المنک حادث تھا، اور اس میں تقریباً بیس سے زیادہ جانیں شانع ہوئیں اور درجنوں لوگ زخمی ہوئے۔ ہم اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے واقعات کا تدارک کیا جائے۔ اور جب ایسا واقعہ ہو جاتا ہے تو ہمیشہ ادارے، حکومتیں کوشش کرتی ہیں کہ جو کوتا ہیاں اور غلطیاں یا ایسی چیزیں جو ہمارے علم میں نہ ہوں چونکہ ہشتنگر دہمیشہ موقع دیکھتے ہیں، کمزوریوں کو دیکھتا ہے اس کے بعد وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کوئی میں بار بار اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں میرے خیال میں ایک لمبے عرصے تک ایسے واقعات نہیں ہوئے اور دوبارہ شاید ایک دن کے وقٹے سے یا اُسی دن دونوں واقعات ہوئے۔ چمن کے اور یہ کوئی نہ کے۔ ہماری ساری ہمدردیاں اُن شہداء کے رفقاء کے ساتھ ہیں۔ اور ان زخمیوں کے لئے ہم دُعا گو ہیں ہماری جماعت اُنکے لئے دعا گو ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کا ایک شیدول تھا ایک پروگرام تھا۔ تو انہوں نے بھی آکے ہمارے دوستوں سے ملے، اور خاص طور پر ہزارہ کمیونٹی اس لئے کہ انکا زیادہ نقصان ہوا۔ اس طرح تو سارے لوگوں کے، ساری زبانوں کے، ساری قوم اور قبیلوں کے لوگ اس میں شہید ہوئے۔ اس میں میرے قبیلے کا ایک آدمی شہید ہوا۔ کیونکہ اکثریت زیادہ لوگ ہزارہ کمیونٹی سے تھے اور پہلے سے وہ دُکھی تھے۔ پہلے سے ان کے قبیلے کے زیادہ نقصانات ہوئے ہیں۔ تو ہم کوشش کریں گے یہ آواز ہم اسلام آباد تک اُنکی پہنچائیں گے۔ اور میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت سے کہ مہربانی کر کے سیف سٹی پروگرام جو ہے اس پر جلدی سے جلدی عملدرآمد کیتے جائیں۔ اس قسم کے کیمرے یا ایسا سسٹم نہیں لگایا جائے جیسے پچیس سوروپے کا ایک سی سی ٹی وی کیمرہ لگتا ہے۔ سیف سٹی کا ایک concept ہے پوری دنیا میں اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ آپ، پیکھیں یورپ میں یا کہیں، کیونکہ واقعات کو آپ روک نہیں سکتے ہیں۔ ان کو کم ضرور آپ کر سکتے ہیں۔ اور

جوادارے اور لوگ اُس میں ملوث ہیں اُن تنظیمیں تک آپ پہنچ سکتے ہیں۔ جو میری شنید میں آیا ہے کہ جس میں ابھی سیف سٹی پروجیکٹ پر کام ہو رہا ہے وہ کوئی بہت مؤثر نظام نہیں ہے۔ وہ face-reading نہیں ہے۔ ایک فونٹو آئے گا اگر اُسکی کوئی لست ہو گی اُس کے کوئی پکجہز ہوں گے اُس کا کوئی سسٹم ہو گا تو وہ اُس کو صرف ٹریس کر سکے گی۔ مگر ابھی تو دنیا میں ایسے جدید نظام آئے ہیں کہ کوئی جس کا کریمٹل ریکارڈ ہو یا ایجنسی اداروں کو ان پر شک ہو وہ گاڑی کے اگر پچھلی سیٹ پر بھی بیٹھا ہے یا کہیں پر بھی گو بیٹھا ہے انسان کو recognize کرنے کی یا ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے وہ خود کیسرے recognized کرتے ہیں۔ اُن کی اگر مشکوک حرکات ہوتی ہے اُن کو بھی وہ نوٹ کرتے ہیں۔ اور فوری طور پر اگر ضرورت ہو اداروں کو ایجنسیوں کو فوری طور پر وہ رزلٹ دیتے ہیں۔ تو میری ریکوئیسٹ ہے صوبائی حکومت سے اور چیف منٹر صاحب سے ہے کہ اُسکے لئے ایک کمیٹی بنائیں۔ دو تین قسم کی کمیٹیاں، اُن کمیٹیوں میں ٹینکنگل لوگ ہونے چاہیے اُن میں پھر ہر جماعت کو یہ موقع مانا چاہیے کہ اُس کا اور اُسکے نمائندگی کے حساب سے اُس کمیٹی کے اندر جو سمجھیں اپنی بہتر جس ممبر کو وہ اُس میں بیٹھیں اور پر اپر لی اُس کو ڈسکس کیا جائے اور اپرول سے پہلے اس اسمبلی سے میں آج یہ بتا رہا ہوں آپ کو ان کو اپرول لینا چاہیے کہ کیونکہ یہ اربوں روپے کا پروجیکٹ ہے۔ اگر یہ پروجیکٹ جتنا ہم جلدی لگائیں گے اور جلدی لگنا چاہیے یہ top-priority ہمارا ہونا چاہیے کیونکہ اس میں ہمارے عوام ہمارے بھائی ہماری بھائیں ہمارے بچے اُن کی زندگیوں کا سوال ہے۔ تو میری یہ ریکوئیسٹ ہے پہلی تو پرانش گورنمنٹ سے اور جام صاحب سے کہ پورا ایک سسٹم ہوا اور سب صاف اور شفاف نظام ہو۔ کلیئر اور ٹرانسپرنس ہو۔ ایسے نہ ہو کہ یہ کیمرون نظام لگ جائے اور اُس کے بعد ہم پھر اُس میں نقص ڈھونڈتے رہیں اور وہ مؤثر نہیں ہو کیونکہ پیسے تو بلوچستان کے لگنے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کے لگنے ہیں۔ بلوچستان کا جو ٹکیں ہے اُس سے پیسے کلتے ہیں۔ تو بجائے کہ کل یہ نیا ایک اسکینڈل بنے میری ریکوئیسٹ ہے صوبائی حکومت سے اور چیف منٹر صاحب سے کہ اس پر ایک مشاورت کی جائے اور consensus کے ساتھ یہ بنے اور آنے والے وقت میں ہزار گنجی جیسے واقعات رومنا نہیں ہوں۔ دوسری میری جام صاحب سے ریکوئیسٹ ہو گی اس ایوان کے ذریعے سے کہ جتنے شہداء ہیں اُن کو زیادہ سے زیادہ compensate کیا جائے اور جو زخمی ہیں یہ وہ نہیں محسوس کریں کہ ہماری حکومت اور یہ ایوان اور یہ ہمارے نمائندہ ہوتے ہوئے وہ دربار کی ٹھوکریں کھائیں اور ان کے بچے بھوکے رہیں۔ تو میری موجودہ حکومت سے ریکوئیسٹ ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے مرحومین کو معاوضہ دیا جائے اور زخمیوں کو علاج دیگر سہولیتیں مہیا کی جائیں۔ بہت بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ سردار صاحب۔ ایک دفعہ میں پیش نامزد کر دیتا ہوں۔
جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اس معاملے پر جو ہمارے محترم بولے ہیں اس پر پہلے ہی سے ایک تحریک التوا موجود ہے۔ وہ قرارداد بھی ہے، تحریک التوا بھی ہے، توجب وہ بولے تو پھر اسکے بعد تحریک التوا کی اہمیت کیا ہوگی۔ قرارداد کی اہمیت کیا ہوگی۔ تو میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے جو آج کا اجتندا ہے اگر آپ اس سے مطابق چلیں تو بہتر ہو گا جو کہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر توہون آپ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور بات کرتے ہیں میں نے کبھی کسی کو انکار نہیں کیا ہے۔ سب بولتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر! دیکھو! ایک چیز پر یہ اتنا ہم ایشو ہے ہزار گنجی کا اور ماڑہ کا اور باتی جو واقعات ہوئے ہیں آج جو چمن میں واقعہ ہوا ہے۔ پولیور کرز پر حملہ ہوا ہے ایک پگی شہید ہوئی ہے ایک زخمی پڑی ہوئی ہے۔ وہ ابھی تک وہاں انتظامیہ پہنچ نہیں ہیں چار گھنٹے کے بعد ڈی سی صاحب وہاں نہیں پہنچ ہیں۔ تو یہ اتنے واقعات ہیں ان کو اس چھوٹے سے اس سے اپنے آپ کو را فرار اختیار کرنا یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں قواعد و انصباط کا ر بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لئے ذیل ارکین اسمبلی کو پیش آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا ہوں۔
 1۔ جناب قادر علی نائل 2۔ محترمہ شاہینہ کا کڑ 3۔ جناب احمد نواز بلوج 4۔ محترمہ زبیدہ۔

وقفہ سوالات۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر زراعت کو آپریٹوڑ): جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

وزیر زراعت کو آپریٹوڑ: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہتا ہوں اب سوالات جو آج کی کارروائی ہے اس کے مطابق چلا کیں کیونکہ ہم اسی کے لئے میٹھے ہوئے ہیں پھر جو زیر و آر ز آیا گا جو بھی آیا گا اس کے مطابق آپ اسمبلی کو چلا کیں تو بہتر طریقے سے جس طرح تحریک التوا تھا جس طرح قرارداد ہے جس طرح question-answer ہے، اگر یہ چلے گا یہ question-answer بھی رہ جائیگا اور یہ تیسری دفعہ جو ہے ڈیفرہور ہے ہیں۔ میں خود اس پر آکے اس پر اگر یہ چلے گا تو یہ میرے خیال سے یہ لگ رہا

ہے کہ ہم جب بحث میں پڑیں گے تو یہ ساری کارروائی رہ جائیگی kindly آپ اس کو کمپلیٹ کر لیں پھر آگے چلیں، میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناہ بلوچ صاحب! میرے خیال سے انہوں نے درست فرمایا ہے۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر، شکر یہ جناب اسپیکر! آپ نے جانا ہے تو چلے جائیں آپ کو کس نے روکا ہے دیکھیں زمرک صاحب! آپ اگر question-answer کے لئے آئے ہیں۔ جناب اسپیکر! دیکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصغر خان آپ تشریف رکھیں۔ شناہ بلوچ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ایک مختصر بات کر دیں اس کے بعد پھر بولیں۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! شکر یہ آپ کا مجھے معلوم نہیں کہ ہمارے پوائنٹ آف آرڈر سے قبل ہی یہ ہاؤس چلتا ہے بالکل اسی طریقے سے ہے اور جتنے روز آف پروسیجر کے قواعد و ضوابط کے جتنے ہم پیروکار ہیں پابندی کر رہے ہیں کوئی بھی نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ نہ صرف قواعد و ضوابط بلکہ آئین ہمارے سامنے روزانہ پڑی ہوتی ہے کہ جب آپ آئیں اور قواعد و ضوابط سے ہٹ کر جب آپ فیصلے کرتے ہے تو اس کو روکنا ہمارا کام ہے۔ جناب اسپیکر! اس وقت آپ جس کرسی پر تشریف فرمائیں 08 اپریل 2019ء کو آپ کی کرسی سے آپ کے فیصلے کے مطابق آسمبلی نے ایک تفصیلی خط بھیجا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسپیکر کے آفس سے یہ آپ کو یہ بتایا جاتا کہ اسپیکر نے ایک رولنگ دی ہے اور یہ رولنگ شارٹ کب ہوتی ہے جناب والا! یہ رولنگ start ہوئی تھی 28 مارچ کو، 28 مارچ کو اسپیکر نے یہاں پر ایک رولنگ دی۔ جس میں یہ پوچھا گیا اے سی ایں ڈولپمنٹ سے، جو ہمارے ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہے ڈولپمنٹ کے کہ آپ بتائیں کہ بلوچستان میں پیک سیکٹر جو ہمارا یہ ڈولپمنٹ پلان ہے پی ایس ڈی پی 2018ء اور 2019ء اس میں کن کن مدت میں آپ نے کتنا پیسہ خرچ کیا ہیں کن اضلاع میں دیا ہیں new on going اسکیم ہیں یا آپ کے پرانے اسکیم ہیں یہ تفصیل آپ نے ماٹگا تھا جناب والا! آپ کی کرسی پر موجود اس وقت ہمارے اسپیکر صاحب میر قدوس بنجوہ صاحب نے اس کا مطلب یہ کہ جس کرسی پر آپ تشریف فرمائیں اس کرسی نے یہ رولنگ دی تھی جو قواعد و ضوابط کا روز آف پروسیجر ہے ہمارے پراؤنسل اسمبلی کا اس کا آپ پڑھ بھی سکتے ہیں آرٹیکل (c) 201 ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناہ بلوچ صاحب یہ سوال کمپلیٹ کر کے پھر آپ کی بات پر آ جائیں۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: نہیں سمجھیں آپ کا استحقاق محروم ہوا ہے میرا نہیں ہوا ہے میں آپ کی توجہ دلانا

چاہتا ہوں آپ کی کرسی کا پھر اس کے بعد جناب والا! 02 اپریل کے اجلاس میں دوبارہ یہاں نہماں ارکین اسمبلی نے جب وہاں رپورٹ نہیں آئی ہے وہ صفحے کی ایک رپورٹ اے سی ایس ڈولپمنٹ نے یہاں بھیجی کہ جناب والا! یہ بلوچستان کی پی ایس ڈی پی کی تفصیل ہے اتنی بڑی پی ایس ڈی پی کی تفصیل صرف انہوں نے دو صفحات میں بھیجی جس پر اس ہاؤس میں بہت احتجاج ہوا۔ ہمارے احتجاج کا مقصد اپنے کسی دوست کی خدا نخواستہ دل آزاری نہیں ہے، کسی کی تذلیل نہیں۔ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ بلوچستان میں سب کچھ صحیح نہیں ہو رہا ہے، اس لئے ہم بار بار ان چیزوں کی نشاندہی کرو رہے ہیں۔ 02 اپریل کو اس اسمبلی میں پھر ہماری نشاندہی ہوئی کہ جی جناب والا! پھر تفصیلًا جو ہے یہ تمام پیک سیکٹر ڈولپمنٹ پلان سے متعلق تفصیلات۔ expenditure authorization, allocation بھی جناب والا! نہیں ہوا تو انہوں نے اے سی ایس ڈولپمنٹ کو اپنے آفس میں بلا یا اپنیکر صاحب نے وہاں اس کے بعد 08 اپریل 2019ء کو ایک مراسلہ جاری ہوا وہ مراسلہ میرے ساتھ یہاں ہے اس کی تفصیلات یہ آپ کا مراسلہ ہے، آپ کے آفس سے گیا ہے۔ PAE۔ پرانشل اسمبلی۔ E-Legislation۔ سے، 61 نمبر ہے، رول 04 جو ہے 2019ء اپریل 08، یہ آپ کے آفس سے گیا ہے۔ اور اس میں کیا کہا گیا ہے اس میں یہی کہا گیا ہے:

The Planning and Development Department provided required information which was placed before the provincial assembly in a sitting held on 20th March 2019. However the Honourable Members showed their deep concern regarding non-provision of detailed information of PSDP 2018-19 on each and every scheme on 02nd April 2019. They requested the Honourable Speaker for provision of detailed information from P&D department. On the keen desirous of the Honourable Members, the Honourable Speaker called the ACS Development in his office and asked for provision of requisit information. They have asked the Honourable Speaker as revised his earlier ruling partially.

تو اس کے بعد اپنیکر صاحب نے جو رو لگ دی تھی اُس کو دوبارہ دوہرایا۔ اور اس کے بعد یہ 08 اپریل کو آپ کے دفتر سے خط گیا۔ آپ مجھے بتائیں 08 اپریل کو آپ کے دفتر سے خط گیا۔ آج ہمارے ٹیبل کے سامنے سب

سے پہلے وہ تفصیل ہونی چاہیے تھی کہ بلوچستان میں اگست میں یہ حکومت آئی۔ آج ہم داخل ہو رہے ہیں 25 اپریل 2019ء گیارہویں مہینے میں داخل ہو رہے ہیں دسوال مہینہ ختم ہو رہا ہے گیارہویں مہینے میں داخل ہو رہے ہیں گیارہ مہینوں میں بلوچستان کی ایک کروڑ میں لاکھ آبادی کی زندگی تغیر، ترقی، خوشحالی، تعلیم، روزگار کے حوالے سے حکومت نے کن کن اصلاحات میں کتنا پیسہ ڈولپمنٹ کی مدد میں خرچ کیا آن گونگ اور نیواں کیز میں یہ جناب والا! ٹوٹل پی ایس ڈی پی۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان ہو رہی ہے اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب شناع اللہ بلوچ: جناب اسپیکر، سر میں اس کو ختم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاہ بلوچ صاحب آپ نے نشاندہی کرادی ہے ہم لوگ ایک بار پھر جو ہے یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ سے لکھتے ہیں پی اینڈ ڈی کو کہ وہ ہم لوگوں کو تفصیلات دیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: نہیں سرا ایسا نہیں ہو گا سر مجھے conclude کرنے دیں دیکھیں میں آپ کی کرسی کی sanctity آپ کی کرسی کا احترام نہیں تو ہماری کرسی کا کیا احترام ہو گا۔ ہم ممبران ہیں، آپ اسپیکر ہیں، august, prestigious, House Custodian ہیں اس ہاؤس کے یہ بلوچستان کا سب سے ہے، بلوچستان کی ساری تغیر، تقدیر کے فیصلے یہیں پر ہوتے ہیں۔ آپ کی حیثیت ایک نجّ کی ہے۔ آپ کی حیثیت اس ہاؤس کے سربراہ کی ہے۔ جب آپ کی بات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے جناب والا! ہماری بات کی کیا حیثیت ہو گی۔ لہذا میں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ آپ جناب والا نمبر 1، ایک یہ rule ہے، ہم دو تین اسمبلیوں میں رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے مولانا امیر زمان صاحب بیٹھے ہیں، ان کو خوش آمدید کہتا ہوں، اسمبلی میں آج تشریف فرمائیں، سابقہ اس وقت ہمارے ایم این اے ہے، سابقہ جو خود پی اینڈ ڈی کے منظر رہ چکے ہیں جناب والا! دیکھیں ایک طریقہ کار ہے، جب آپ کو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے۔ روٹ مینگل صاحب بھی تشریف فرمائیں، ان کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں صرف آپ سے اتنی گزارش کرتا ہوں کہ یہاں ایک بہت بڑی breach ہوئی ہے۔ آپ کے استحقاق کا، آپ کے استحقاق کو اور آپ کی کرسی کا استحقاق کو مجرور کیا گیا ہے نمبر 1۔ یہ آج اس ٹیبل پر موجود ہونا چاہیے تھا اور یہ کاروانی شروع یہیں سے ہوتی، سوال وجواب routine کے معاملات ہیں، توجہ دلاو routine کے معاملات ہیں۔ بلوچستان میں بڑھتی ہوئی بد منی اب routine کا معاملہ ہے۔ جب حکمرانی خراب ہو گی ایک ہزار گنجی نہیں،

ہزاروں ہزار گنجیوں میں خون بھے گا۔ اور اس کا آپ نے ثبوت دیکھ لیا ہے۔ کمزور حکمرانی آئین اور قاعدے اور قوانین سے ہٹنے والی حکمرانی کے بعد جناب والا! ان معاشروں میں بھوک، پیاس اور خون کاراج ہوتا ہے۔ یہ اسی لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ شروع سے ترتیب پر جائیں تو چیزیں بلوجستان میں اس نجح تک نہیں پہنچتی۔ تو جناب اسپیکر، جناب ظہور صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): ہم جواب دیدیں گے۔

جناب ثناء اللہ بلوج: تو جناب اسپیکر! آپ اس پر دوبارہ رولنگ دیں۔ جن لوگوں نے آپ کا استحقاق اور اس کرسی کا استحقاق محروم کیا ہے آپ اس پر کیا ایکشن لیں گے؟ اور یہ ہمیں کب تک یہ تفصیلات، otherwise ہمارے پاس تفصیلات ہیں ہم تو یہ تفصیلات بھی لا نہیں گے کہ جو یہ دعوے کر رہے ہیں کہ جی بلوجستان میں 77 ارب یا 88 ارب کا بجٹ تھا، دس ارب فوراً ہمارے اس کے ہیں پرو ڈیکیشن کے ہیں 77 ارب کے پرو ڈیکیشن میں سے جناب والا! 33 ارب روپے، یعنی اُس میں سے انہوں اس موجود حکومت 70 ارب روپے کے پرو ڈیکیشن کے جو ہیں پاؤں کاٹ دیئے، ہاتھ کاٹ دیئے، سرکاٹ دیا، سینہ کاٹ دیا، اسکو 33 ارب روپے پر لے آئے۔ آج تک صرف 28 ارب روپے جناب والا! خرچ ہوئے ہیں 28 ارب روپے میں سے صرف چھ ارب روپے کے قریب وہ نئی اسکیمات پر خرچ ہوئے ہیں، باقی انہوں نے ongoing میں دیئے ہیں۔ ongoing میں میری تفصیلات ہیں۔ معزرا کین بیٹھے ہیں میرے دوست ہیں بھائی ہیں اپنے ضلع کے تفصیل آکے مجھ سے لے لیں۔ آپ کے ضلع میں بھی دو، دو پرسنٹ سے زیادہ ongoing میں نہیں گیا ہے۔ میں آپ کو فوری تفصیل بتاؤں گا کہ ایک systematic طریقے سے بلوجستان میں discrimination ہو رہی ہے اپوزیشن کے حقوق کو کچھ نا صحیح حکومتی حلقوں بھی محروم ہیں میرے پاس ساری تفصیل ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوج صاحب! میں رولنگ دیتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر آپ کی اپنی رولنگ پر آپ کیارائے فرمائیں گے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر منصوبہ بندی و ترقیات! اسپیکر رولنگ کی تعمیل میں 19-2018ء کی پی ایس ڈی پی کی تفصیلی رپورٹ مورخہ 27 اپریل 2019ء کی اسمبلی نشست میں پیش کرنے کو بیانی بنائیں۔ ستائیں تک لادیں گے، ستائیں تک۔

جناب ثناء اللہ بلوج: ہماری جو privilege کی کمیٹی ہے اس میں move کر دیں اس کو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ستائیں تک اگر نہیں آیا مکمل تفصیلی رپورٹ پھر کردینے کوئی وہ نہیں ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: سرستائیں کو دیکھیں ہفتہ کا دن ہے اکثر ممبر ان یہاں موجود نہیں ہونگے آپ اس کو بیشک Tuesday کو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس اب رولنگ ہو گئی ہے شناع بلوچ صاحب۔

جناب شناع اللہ بلوچ: کیونکہ وہ سرکاری کارروائی کا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: twenty seven کی رولنگ ہو گئی ہے ابھی۔ میرضیاء بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، جی وقفہ سوالات۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 2 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: question no-2۔ جناب چیئرمین میں کوئی ہزار گنجی کا جواب نہیں مانگا ہے میں نے محنت و افرادی قوت کے وزیر صاحب سے question no-2 پکارا ہے۔ اب اتنے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں کسی کو پتہ ہی نہیں ہے یہ کیسی حکومت ہے کہ اس کو پتہ ہی نہیں کہ یہ آج پارلیمانی وزیر یا فرائض میں شامل ہے کہ وہ اب چند آف دی ڈے دیکھ لیں اس کے بعد متعلق وزیر صاحب یا پارلیمانی امور کے وزیر صاحب جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں، وہ حکومتی اراکین میں سے کوئی دے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں نے تو تشریف رکھ دیا وہاں سے کوئی جواب نہیں آرہی ہے۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوں): اگر آپ اتنے جذباتی سارے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اسمبلی کا وقت ضائع کرنے کے لئے بہترین دوچار بندے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کا کام یہی ہے آپ حکومت پر کیوں اعتراض کر رہے ہو۔ آپ کر رہے ہو، آپ کا کام یہی ہے۔ اور کیا ہے یہ پڑا ہوا ہے آپ پڑھ لیں، پڑھا ہوا سمجھا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کوئی آواز تو دے دیں جناب اسپیکر! ہوتا یہ ہے روٹین۔۔۔ (مداخلت) نہیں ہم کوئی وقت ضائع نہیں کر رہے ہیں پریکٹس یہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہی بات آپ چھوڑ دیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: اسمبلی میں دو باتوں کا۔۔۔ (مداخلت) آپ کے لئے صحیح چل رہا ہو گا آپ وزیر ہیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: سب کچھ آپ کہتے ہو ضائع ہوا ہے آپ غلط کہر رہے ہو۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جا کے بلوچستان کے غریب عوام سے پوچھیں کہ گزر رہا ان کے اوپر وزراء کے لئے صحیح گزر رہا ہے۔ اور جناب والا! دیکھیں! انہوں نے بات کی ہے کہ یہاں دو تین اراکین بیٹھے ہیں وقت ضائع کرنے کے لئے یا تو آپ اس کا نوٹس لیں۔ یہ دیکھیں دوبارہ یہ نہ صرف آپ استحقاق کو مجرور کرتے ہیں بلکہ ممبران کے استحقاق کو بھی مجرور کر رہے ہیں۔ ہم یہاں معزز اراکین ہیں، پورے بلوچستان کی نمائندگی کر رہے ہیں اپنے حقوقوں کی۔ ہمارے پاس اگر وزرات نہیں ہیں، ایک سبز جنڈا نہیں ہے۔ جناب والا! اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کوئی بھی ممبر اٹھ کے یہ کہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی نصر اللہ صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ہوتا یہ ہے کہ میرا question ہے، میں نے question number پکارا۔ اور وہاں سے متعلقہ وزیر صاحب وہ جواب پکاریں گے، اُس کے بعد میں سپیمنٹری کروں گا۔ یہ طریقہ کا رہے اگر ان کو سمجھنہیں آ رہی ہے اس پر وہ تنخ پا ہو رہے ہیں اس میں ہمارے اپوزیشن کا کیا قصور ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں، یہ لوگ جواب دیتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کے سوال کو ڈیفر کریں اگلی اسمبلی میں ان کے جواب لے کر کے آئیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! یہ سوال گزشتہ تین اجلاسوں سے یہ ڈیفر ہو رہے ہیں وزیر صاحب آتے نہیں ہے اور یہاں پارلیمانی امور وہ اسکی تیاری کر کے آ جاتے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب جواب آیا ہے اگر وہ اس سے مطمئن ہیں، اس کو ڈیفر کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر عموماً یہ ہوتا ہے کہ وزیر قانون یا پارلیمانی آمور اس کی تیاری کر کے آ جاتے ہیں وہ لوگ تیاری کرتے نہیں ہیں۔ وہاں سی ایم صاحب بلا تے ہیں کھانا کھلا کے، وہ یہاں پہنچ جاتے ہیں بغیر تیاری کے یہ ٹھیک نہیں ہوتا ہے۔ ابھی کون جواب دیگا اس کا وزیر تو ہے ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میدم بشری یہ سوال ہے۔

محترمہ بشری رند (مشیر وزیر اعلیٰ): زیرے صاحب! میں نماز پڑھنے گئی تھی۔ آپ صبر کرتے۔ میں آئی ہوں آپ کو جواب میں دوں گی۔ جی آپ کیا تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ پوچھیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! میں نے اپنے question میں دریافت کیا ہے، اگر

محترمہ غور سے پڑھیں کہ محکمہ محنت و افرادی قوت کی جانب سے گل کتنے نئی لیبر کالونیاں تعمیر کی گئی ہیں۔ اور ان کی الٹمنٹ کن بنیادوں پر کسی جاتی ہیں؟ نیز کالونیوں میں رہائش پذیر ملازی میں کے نام مج ولدیت اور عہدے کی ضلع و ارتقیل دی جائے۔ جو میں نے مانگا ہے، انہوں نے نہیں دیا ہے۔ انہوں نے صرف نام لیبر کالونی سیبلائٹ ٹاؤن، ان میں 169 مکانات ہیں قابل رہائش ہیں باقی کس کس کوالاٹ ہوا ہے ان کا عہدہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں میڈم جواب دے رہی ہیں۔

مشیر وزیر اعلیٰ: زیرے صاحب! اسیں تمام details آپ کو provide کر دی گئی ہیں۔ اور نیچے details بھی لکھ دی ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ satisfy نہیں ہو رہے، آپ کو نہیں کس طرح کی written details چاہیے، آپ details میں دے دیں ڈیپارٹمنٹس سے ہم آپکو وہ بھی دیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں نہیں محترمہ، اگر آپ غور سے پڑھیں سوال کو۔ ا کہ میں نے پوچھا ہے کہ نیزان کالونیوں میں رہائش پذیر ملازی میں کے نام مج ولدیت اور عہدے کی ضلع و ارتقیل دی جائیں۔ اب ضلع و ارتقیل نہیں ہے کہ کس کوالاٹ ہوا ہے اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔

مشیر وزیر اعلیٰ: میں آپ سے یہی کہہ رہی ہوں کہ جو چیزیں آپ کو نہیں ضرورت ہیں وہ ڈیپارٹمنٹ سے next اسیں آپ کوں جائیں گی جو موجودہ detail چاہئے تھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں اس میں تجھے وہ تفصیلات دی جائیں کہ کس کس کوالاٹ ہوا ہے؟

مشیر وزیر اعلیٰ: ٹھیک ہے وہ آپ کو next اس میں مل جائیں گی بتایا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے جی۔ دوسرا میر اخمنی question ہے یہاں سیریل نمبر 11 پر ہے لیبر کالونی گودار۔ یہاں انہوں نے جواب دیا ہے کہ قابل رہائش ہیں۔ لیکن اگلے اسیں لکھا ہے کہ 78 مالکانہ مکانات، مالکانہ حقوق پر الات شدہ ہیں، نیزا اوپر ساتھ ہی لکھے ہے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی الائی کالونی میں رہائش پذیر نہیں ہیں۔ ابھی اتنا بڑا اخراج ہوا ہے حکومت کا، 100 وہاں مکانات ہیں۔ لیکن وہاں پانی نہیں ہے۔ محترمہ! اسی طرح نیچے آپ 12 نمبر سیریل پر دیکھیں محترمہ۔ وہاں بھی یہی صورتحال ہے۔ تعمیرات حال ہی میں مکمل ہو چکی ہیں، ورکرز و لیفیر بورڈ، اسلام آباد سے الٹمنٹ پالیسی مالکانہ حقوق منظوری کے بعد رجسٹر۔ تو اتنے بڑے کالونیاں کروڑوں، اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں، عوام استعمال نہیں کر رہی ہیں۔

سیریل نمبر 12 پر ہے سیریل نمبر 13 پر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میڈم! آپ اس کی تفصیل دے سکتی ہیں کہ نہیں؟

مشیر وزیر اعلیٰ: next اجلاس میں آپ کو دے دیں گے انشاء اللہ۔ اصل میں جتنے الامنٹ ہوئے تھے اس میں سب ہی بچھلے و در حکومت کے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے محترم۔ اصل میں یہ ہے کہ جو چیز میں نے ابھی پوچھا ہیں کہ گوادر میں کالونی تعمیر ہو گئی ہیں، 100 مکانات بن گئے۔ عوام کے خزانے کے کروڑوں روپے اس میں لگ گئے۔ وہاں پانی نہیں ہے۔ لوگ نہیں رہ رہے ہیں تو کیا فائدہ ہوا، بچارے گوادر کے لوگ وہاں کہاں رہیں۔ اب محترمہ کہہ رہے ہے کہ یہ ہیں۔ ہم نے تو بنا دیا پانی تو آپ دے دیں ایک سال میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب یہ۔۔۔

مشیر وزیر اعلیٰ: میرے خیال سے کہ سال کے شروع میں ہمارا سی ایم جام کمال صاحب نے visit کیا تھا گوادر کا۔ اور ایک آپ لوگوں کے دور میں بنا ہوا پلانٹ تھا جو functional نہیں تھا اس کو ہم نے functional کروایا، گوادر کے لوگوں کو اب پانی مل رہا ہے، تو اس طرح کی اسکیمز تو پھر چھوٹا سا مسئلہ ہے بڑا مسئلہ جو تھا پانی کا۔ وہ حل ہو چکا ہے۔

نصراللہ خان زیرے: ابھی جناب اسپیکر! میں خود گوادر گیا، تین دن میں نے گوادر میں قیام کیا، میں نے وہ پلانٹ بھی دیکھا، پلانٹ کس نے بنایا۔ پلانٹ اپوزیشن کے رکن ہیں کلمتی صاحب اُس کا پلانٹ تھا۔ انہوں نے ایک این جی اکوڈیا۔ وہ این جی او چلا رہی ہے۔ حکومت نے، ان کی حکومت نے وہاں کوئی پلانٹ نہیں لگایا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر پختہ: جناب اسپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں بار بار یہ گوادر کہہ ہے وہاں جو کالونی بنی ہے یہ بچھلی گورنمنٹ کی ہے۔ یہ basically ہے سر بندر کے قریب۔ ادھر fisherman چونکہ وہ گوادر کے پراپر شہر میں رہتے ہیں اور سات میں یہ اپنا سور بندر کے قریب رہتے ہیں۔ تو fisherman خود نہیں آ رہے ہیں اس میں۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ یہ جو ہیں بڑا نا اہلی کا ثبوت ہو گیا۔ اور دوسری بات جو زیرے صاحب نے فرمائی کہ وہاں جو ہیں ڈیسلینیشن پلانٹ جو ہے وہ این جی او چلا رہا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ وہاں جو ہے پانچ ملین گیلن ایم ڈی جی کا جو پلانٹ ہے، وہ ایف ڈبلیو او کو بھی دیا گیا ہے۔ 2 لاکھ ملین گیلن کا پلانٹ جو ہیں چائیز چلا رہے ہیں۔ اور اسی طرح 2 لاکھ ملین گیلن پلانٹ جو ہیں وہ ایف ڈبلیو او سے سر بندر کو پانی دے رہے ہیں، وہ functional ہے۔ اور پہنچنے والے وزیرے صاحب نے کون ہی این جی او والا پلانٹ دیکھا ہے یا وہ پھر بتا دیں

میں پھر اس کو جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

مشیر وزیر اعلیٰ: اس کا جواب ہو چکا ہے زیرے صاحب آپ نہیں پوچھ سکتے۔ زیرے صاحب! آپ نہیں سوال نہیں پوچھ سکتے تین سلیمانٹری ہو چکے ہیں پہلے ہی سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب آپ ایک منٹ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ایک منٹ جناب اسپیکر! منظر صاحب نے فرمایا کہ وہاں لوگ خود نہیں رہتے ہیں۔ جواب میں کہا ہے، حکومت کیا کہہ رہی ہے۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی الائی کالوںی میں رہائش پذیر نہیں ہے۔ لہذا پانی نہیں ہے، اس وجہ سے لوگ وہاں نہیں جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد خان رند: جناب اسپیکر! جہاں تک سوال کا تعلق ہے میرے knowledge میں ہے، تین supplementaries ہو سکتے ہیں اگر جناب اسپیکر صاحب اسکی اجازت دیں۔ اب یہ طریقہ نہیں ہے کہ آپ question کو لے لیں اور پھر اس پر تقریر شروع کریں۔ اُس پر بحث شروع کریں، اس پر وہ، تو میرے خیال میں اس اراکین کا سوال بھی پیچ میں رہ جائیگا۔ اور وہ نہیں ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرا ایک سلیمانٹری ہے کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ اس میں ذکر نہیں ہے۔ پچھا آپ کو پتہ ہے کہ بلوچستان کا سب سے بڑا coal mines کا۔ سب سے زیادہ وہاں labour ہے سب سے زیادہ وہاں producer ہیں۔ مجھے یہاں انکا ذکر نظر نہیں آیا۔ اور دوسری بات آپ کے توسط سے اگر مناسب بات گورنمنٹ سمجھے یا پھر میں fresh question ہوں گا کہ وہاں پچھلے دو حکومت میں ایک mines کے اوپر کروڑوں روپے کی ایک کالوںی بنائی گئی تھی۔ اور آج وہ دھنسے کی وجہ سے ایک آدمی بھی اُس میں نہیں رہتا ہے۔ نیب کے پاس وہ کیس چلا گیا۔ اب اس میں further question کیا ہوا ہے، اگر وہ مجھے question کا جواب دے دیں تو ان کی مہربانی۔ اگر نہیں تو پھر میں fresh question کروں گا۔ اور دوسری بات جو بار بار سرکاری benches کی وجہ سے بھی آ رہی ہیں اور وہاں سے بھی آ رہی ہیں۔ روز میں آتنا میرا experience نہیں ہے مگر ایک طریقہ کار ہو گا توہاں چلے گا اگر نہیں ہو گا تو یہ نیب چلے گا، ایک ہمارے حکومت کے، میں بھی انکا allies ہوں یہ سوال ہوتا ہے کہ پچھلی حکومت کچھ نہیں ہوتی ہے؟ What do you mean? کیا مقصد ہوتا ہے یہ آپ کا یہ جو آپ جواب دیتے ہیں۔ پچھلی حکومت کچھ نہیں ہوتی ہے۔ آج جو کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے وہ شخص responsible ہوتا ہے۔ میں یہ

نہیں کہہ سکتا کہ مجھے سے پہلی حکومت آئی تھی تو میں responsible نہیں ہوں۔ اگرچہ حکومت نے غلط کام کیا ہے تو جناب! موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی انکواری کرے۔ نیب میں بھیجے اور متعلقہ آفیسرز کو سزا دی جائے۔ ہم یہ سننے نہیں آئیں گے اگر ہمارا question ہو گا تو ہم آپ سے جواب لے کر اٹھ کر پھر یہاں سے جائیں گے۔ میری حکومت سے التجاء ہے، اپنے مفسر زکوانے سے پہلے وہ questions کو۔ یہ اس طرح مذاق کر کے ہم تو نہیں جائیں گے، مذاق کرنے اسمبلیوں میں نہیں آئے ہیں۔ ہم اپنا وقت، پیسہ، ٹائم اپنے بچوں کا ٹائم ضائع کر کے ان کو چھوڑ کر گھروں میں ہم آ کر یہاں بیٹھتے ہیں۔ نہیں ہمارے سوالوں کا جواب چاہیے اور اس جواب میں اگر کوئی آفیسر ملوث ہے اس واقعہ میں اس کوتاہی کے اندر وہ موجودہ حکومت ہو یا سابقہ حکومت ہو آپ کو چاہیے کہ ہمیں جواب دیں۔ اور ہمیں بتائیں کہ ہم نے یہ کارروائی کی۔ فلاںے کی responsibility کی تھی۔ یا رحمد کی تھی۔ A کی تھی B کی تھی C کی تھی۔ اور اس کے خلاف ہم نے یہ کارروائی کی ہے۔ اور اس کا یہ result ہے ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ تو میری ریکوئیٹ ہے دونوں طرف سے کہ اس کو ذرا سنبھیگی سے لیا جائے۔ تو میرے خیال میں ہم دونوں طرف سے، اپوزیشن کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے شکر گزار ہوں گا میں ذاتی طور پر۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ سردار صاحب۔ جی حاجی محمد نواز کا کڑ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 129 دریافت فرمائیں۔

سردار یار محمد خان رند: جناب اسپیکر! اس بارے میں میرے سوال کا جواب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! اس کے لیے آپ کو fresh question submit کرنا پڑیگا۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: Question no 139

☆ 139 حجاجی محمد نواز خان کا کڑ، رکن اسمبلی:

کیا وزیر محنت و افرادی قوت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ ملکہ محنت و افرادی قوت کی جانب سے سال 2014 تا اکتوبر 2018 کے دوران کل کتنے وکیشنل سینٹر کا قیام عمل میں لایا گیا اور مذکورہ عرصہ کے دوران ملکہ ہذا میں تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید، تعینی قابلیت جائے تعیناتی اور لوکل اڈو میسائل کی تفصیل دی جائے نیز ان سینٹر میں زیر تعلیم طلباء کو اگر سکالر شپ دیا جاتا ہے تو اسکی سینٹر وار تفصیل بھی دی جائے۔

جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں سوال بھی موصول نہیں ہوا ہے اگر اس کو defer کیا جائے تو next session کے لیے ان کو رکھا جائے۔ اور پہلے بھی جو ہماری بہن نے کیا تھا وہ بھی صحیح نہیں تھا۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: اتنا لما سوال بھی نہیں تھا تو منحصر سوال ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: مجھے تو پتہ نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ ہے نہیں منسٹر صاحب میرے خیال سے عمرے پر گئے ہوئے ہیں تو وہ جب آئیں گے آپ کو تفصیلی جواب دیدیں گے۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: یہ سوال تو تقریباً کمی میں سے یہاں پڑا ہوا ہے لیکن ابھی تک اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا ہے اگر گورنمنٹ والے اتنے سمجھدے نہیں ہیں تو پھر بتا دیں۔ جواب موصول نہیں ہوا اس کے پاس تو یہ ہے لکھا گیا ہے کہ سوال کا جواب نہیں ہے ابھی جواب کوں دیگا اس کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: حاجی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں حکومتی جتنے بھی اراکین ہیں کہ ہر دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ سوال جو ہیں اگلے سیشن کے لیے ڈیفر کیتے جاتے ہیں تو آپ پھر بانی کر کے اس کا جواب دیں اگر وہ concerned minister ہو تو اور کوئی اس کی جگہ تیاری کر کے آئے تاکہ وہ جو process اسی دن complete ہو۔

امینیسر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر گزارش یہ ہے کہ۔

جناب عبدالخالق ہزارہ: اس کوئی شہر میں موجود نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ انھیں خبر نہ ہو، اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ سوال جو ہے یہ اسمبلی میں موجود ہے ہم بھی موجود ہیں اپوزیشن بھی موجود ہے انشاء اللہ ان کا جواب بھی ملے گا ان کو تسلی بھی ہوگی یہ کوئی اتنا بڑا مطلب وہ بھی نہیں ہے کہ ان کے اوپر سیف پا ہو جائے۔

Thank you very much.

امینیسر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ rule of procedure میں یہ ہے کہ یہ collective responsibility of the cabinet ہے۔ ممبرز ہیں ایک وزیر نہ ہو تو اس کے سوال ڈیفر نہیں ہوتے ہیں، دوسرے وزیر صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ تیاری کر کے اس کی جگہ پر آ کر سوال کا جواب دیں۔ بدقتی یہ ہے کہ آپ کی اسمبلی کے ریکارڈ میں بھی موجود ہے کہ میں اپنے محترم عزیزان کی بھی منسٹری سے ایک سوال ہے چھسات میں سے میرے ذاتی سوالات آپ کے سیکرٹریٹ میں موجود ہیں repeat ہو رہے ہیں جواب نہیں آ رہے ہیں اب پتہ نہیں ان میں زہر لگا ہو رہے۔ کیا

بات ہے کہ منسٹریاں ان کو touch نہیں کر رہے ہیں۔ اگرچہ سات مہینے میں ہمیں سوالات کا جواب نہیں ملیں گے تو پھر accountability میں ہم تو ان کا ہاتھ بٹانا چاہتے ہیں اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ ایسا تو ہوتا رہتا ہے یہ ہمیں ہونا چاہیے ایسا نہیں ہونا چاہیے اس ہاؤس کو serious لینا چاہیے۔ یہی مذاق کا لکب نہیں ہے۔ ہم سب نے مل کر بلوچستان کے لوگوں کے ان معاملات کو سدھارنا ہے۔ اب ہمارے پاس دو مہینے رہ گئے ہیں کبھی بولتے ہیں ایک پیسے ہے اور کبھی نہیں ہے یہ سارا سال نزدیکیا۔ ہم تو اس سے یہ بھی گزارش کریں گے کہ ہم واضح پالیسی یہاں فلور پر دیدیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ان کو منع کیا ہے کہ بلوچستان میں ایک پیسے بھی خرچ نہیں کرنا ہے جتنے بھی پیسے ہیں وہ سرینڈر کریں واپس بھیجوادیں اس لیے کہ آٹھ مہینے ہمیں سب کو ہو گئے ان کو بھی اور ہم کو بھی embarrassment ہیں۔ اور گھر میں عورتیں بھی ہمیں تھانے دیتی ہیں کہ تم کہاں جا رہے ہو کر کیا کر رہے ہو یہاں کچھ ہونہیں رہا ہے لہذا اگر نہیں ہے تو یہ اپنی بھی جان چھڑائیں ہماری بھی جان چھڑائیں فیڈرل گورنمنٹ ہمیں پیسے دینے کو تیار نہیں ہے جو تھوڑے بہت ہیں انہوں نے اپنے بیورو کریٹس بٹھائے ہوئے ہیں وہ آئیں گے objection ہیں، یہ پی سی و ان لگاؤ، یہ پی سی و ان لگاؤ، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو یہ مہینے ہمارے گت و دو میں گزر گئے ہیں۔ لیکن کوئی پی سی و ان کے تھروں نہیں ہوا۔ کوئی اس کی تھروں نہیں ہوا۔ کچھ کام نہیں ہو گا لہذا ہمیں، ہمارے گلے میں بلوچستان کے عوام کے گلے میں ہاتھ ڈالیں گے، ہم یہ سب ایک کشتی کے سواری ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! اب سوالوں کی طرف آتے ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: ہم ان سے cooperate کرنا چاہتے ہیں، ان سے مل کر یہ صوبے کو چلانا چاہتے ہیں، اس غریب عوام کی درباری کو دور کرنا چاہتے ہیں یہ دشمن نہ سمجھیں اس قسم کی اپوزیشن کا خوانخواہ ہر معاملے میں ہمارے سوالوں کا جواب بھی دینا مناسب نہ ہو۔ اور ابھی زیرے صاحب نے question کیا تو محترمہ نے کہا fresh سب کچھ تو پوچھا گیا ہے، اس میں اب کیا fresh ہے۔ یہ اپنے ذرا بیورو کریٹی کے تھوڑے کان بھی کھینچیں کہ بھائی آپ کے سارے معلومات آپ سے مانگی گئی ہیں آپ نے آدمی فائل ہمارے سامنے رکھ دی آدمی معلومات نہیں ہو رہی ہے۔ لیکن یہ بیچارے بھی ایکموں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: یہ بھی سفارشی لوگوں کے پیچھے دیکھ رہے ہیں یہ اپنے فائلوں کو پڑھتی نہیں سکتے ہیں جہاں آئے ہوتے ہیں فائل ان کے سامنے آتی ہیں تیاری ہوتی نہیں ہے کبھی یخچے فائل رہ جاتی ہے کبھی اوپر رہ

جاتی ہے تو یہ اپنے اوپر بھی رحم کھائیں اور ہم پر بھی رحم کھائیں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال
 نمبر 6 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Question No.06

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 6 جناب نصراللہ خان زیرے، وزکن اسمبلی: 31 جنوری 2019 کو موئخر شدہ

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مکملہ زراعت میں سال 2015 تا 2018 کے دوران جونیئر کلرک، فیلڈ اسٹینٹ، لیب اسٹینٹ، لیب انینڈنٹ اور درجہ چہارم کے تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر زراعت:

مکملہ زراعت میں سال 2015 تا 2018 کے دوران جونیئر کلرک، فیلڈ اسٹینٹ، لیب انینڈنٹ اور درجہ چہارم کے تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہور بری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! منظر صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جناب ثناء بلوج صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 164 دریافت کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! میں اپنا سوال پوچھنے سے پہلے صرف آپ کی تھوڑی توجہ سوالات سے متعلق جو قواعد و ضوابط ہیں باب ہفتہ یہ چپٹر 07 ہے ہماری رول آف پر سیجر کا۔ جو سوالات اور جوابات سے متعلق ہے۔ میں کافی دوستوں کے بھی دیکھتا ہوں کہ جس طرح کے سوالات ہم دیتے ہیں اُس طرح جوابات نہیں آتے ہیں۔ تو میری اپنی ذاتی رائے یہی ہے کہ آپ تکلیف کر کے ان کے لئے جو بھی وزراء اصحابان ہیں ان کے لئے ایک سیشن منعقد کروائیں سوالات کے بدلتے میں جواب دینے کا جو عمل ہے اور وہ کیا طریقہ کار ہے اُس کے حوالے سے ایک سیشن مقرر کروائیں ہم بحثیت بھائی اُنکے ساتھ جا کے اُن کو تھوڑی بہت سمجھادیں گے کہ جوابات دینے کا ایک بہت بڑا طریقہ کار ہے اور وہ آپ اگر سمجھ جائیں گے تو کم از کم یہ جو اس طرح مشکل سے ہم بھی نیچے جائیں گے اور آپ بھی نیچے جائیں گے۔ جناب اسپیکر! میں محترم وزیر زراعت سے

Question No.64 بابت زیتون کے جو کاشت سے متعلق بلوچستان میں اور کن کن علاقوں میں اسکی کاشت ہوتی ہے انہوں نے تفصیلی جواب دیا ہوا ہے کہ فیڈرل پی ایس ڈی پی نند ڈپروجیکٹ ہے اور اس میں جو بھی 42 سینٹی ڈگری ہے تو اس میں یہ سوال پوچھنا چاہوں گا کہ بلوچستان میں کافی ایسے علاقے ہیں جہاں 42 سینٹی گریڈ کم سے موسم ہے جس میں مستونگ، سوراب، خاران، بسیمہ میں کچھ پودے بھیج دیے گئے تھے تجربے کے لئے لیکن کیا آنے والا جو آپ کا طریقہ کار ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے جو تجرباتی اسکیمات ہیں تو اس میں تمام علاقوں کو یکساں۔ اُن کو روانہ کر دیئے ہیں یا پہلے بھیجے تھے 18-2017 میں لیکن اب ایسے لگ رہا ہے کہ وفاقی حکومت نے ابھی تک وہ پودے بلوچستان حکومت کو دیئے نہیں ہیں لیکن اگر وہ پودے حکومت بلوچستان کو دیں گے لیکن اُن کی تقسیم کو جو ہے کم از کم ensure کیا جائے کہ وہ سارے علاقوں تک پہنچیں کیونکہ اس فہرست کے مطابق جو میں دیکھ رہا ہوں بلوچستان کے کافی علاقے جوزیتون کی کاشت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں جس میں آپ کا پورا علاقہ مستونگ قلات خضدار پھر اُس کے بعد سر د علاقے آ جاتے ہیں بسیمہ سوراب اور اُسکے بعد خاران کے کچھ علاقے واشک کے تو لگ یہ رہا ہے کہ ان علاقوں میں یہ پودے نہیں بھیجے گئے تو جو decision ہوتی ہے فیصلہ سازی ہوتا ہے اُس عمل کو جناب وزیر صاحب کیسے ensure کریں گے کہ آئندہ تمام علاقوں میں ان پودوں کی تقسیم یکساں اور منصفانہ طریقے سے ہوں گے؟

وزیر زراعت کو آپریٹوڑ: اہمیت کے حامل یہ سوال ہے میں آپ کو زیتون کے بارے میں بتاؤں کہ زیتون ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ نے کیوں متعارف کروایا ہے اس کے دو تین فائدے ہیں۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے پانی کی بچت ہوتی ہے۔ اگر مینے میں ایک دفعہ پانی ان کو دے دیں تو یہ پودا زندہ رہتا ہے اور پھل بھی دے دیتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کی مارکیٹ میں آمدن بہت زیادہ ہے ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے آپ کھانے میں استعمال کر سکتے ہیں جوزیتون آکل یہاں شروع ہوا ہے زیتون کی پیداوار سب سے پہلے لورالائی میں اسکو تجرباتی بنیاد پر شروع ہوا اور وہاں میں آپ کو بتا دوں کہ بلوچستان کا جو olive-oil ہے یہ اٹلی کا ایک ڈاکٹر آیا ہوا تھا اُس نے جب اسکا ٹیسٹ کیا کہتا کہ یہ آکل ہمارے پاس اٹلی میں بھی مہیا نہیں ہے اس لئے ہماری محلہ کی زیادہ تر توجہ اسی پر ہے کہ کون کو نے علاقے ہیں جو اس میں آسکتے ہیں جس طرح آپنے بتایا کہ لورالائی ٹزوہب سے لے کر کے پھر قلات تک جائیں اور یہاں تک کہ ہم نے چاغی میں بھی بھیج دیئے ہیں مطلب تقسیم کیئے ہی اس کا مقصد لوگ کچھ اور سمجھتے ہیں زمینداروں کو دیئے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ زیادہ گرمی میں زیتون پھل نہیں دے سکتا تو وہاں کچھ ٹھنڈے علاقے ہیں اُن میں ہم نے لگانے کی کوشش کی پچاسی ہزار پودے اپین سے آئے تھے ابھی

پہنچنے والے پودے پہنچتے ایک فیڈرل کا محکمہ ہی بی آر سی ان کو تقسیم کرتا ہے یہ ہمارا محکمہ وفاقی حکومت کے ذریعے ٹینڈر کرتا ہے۔ ابھی ایک اور سوال آیا ہوا ہے کہ جی ٹینڈر رہی وہ فیڈرل گورنمنٹ کرتا ہے سب کچھ وہی کرتا ہے اور ہمارے پاس وہ بھیجتے ہیں ڈبوں میں ابھی اس دفعہ جو آئے تھے اُس میں زیادہ تر پودے وہ خراب ہو گئے۔ اس لئے ہمارا ملک پاکستان اور انڈیا کا وہ جو ایک تنازع عہ آیا تھا اُس میں جو ہمارے ایئر اسپیس جو بند ہوا تو اُس میں وہ چار پانچ دن وہاں ایئر پورٹ ان کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے وہ ڈکچ ہوئے ہیں۔ تو پھر بھی ہم نے ڈیمانڈ کیا ہوا ہے کہ ہمیں تازہ پودے دیجے جائیں اور اس پر ہم کام کر رہے ہیں ایگر یک پھر ڈیپارٹمنٹ اس پر زیادہ توجہ دے رہی ہے کہ ایسے پودے جس میں زیتون ہوا اور جس میں ہمارے بادام ہو یہ کم پانی والے، پستہ یہ پودے ہم لگانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ زمینداروں کو اچھی آمدنی بھی ملے اور کم پانی والے فصلات ہوں۔ کیونکہ ہمارے علاقوں میں پانی کا مسئلہ ہے پانی ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ تو قدرت کو ہمارے اوپر حرم آگیا کہ اس سال بہت اچھی بارشیں ہوتی ہیں اور ڈیز بھی بھر گئے ہیں اور پانی کا لیوں بہت اوپر آ گیا ہے اس پر میں ensure کرتا ہوں کہ جو آپ نے مجھ سے سوال کیا اور وہ زمیندار کی اس میں دلچسپی بھی ہوتی ہے ابھی بھی میں نے سو دو سو زمینداروں کے نام جو دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اُن چیزوں کو ختم کریں جو زیادہ پانی لیتے ہیں اور یہ زیتون کے جو درخت ہیں اُن کو وہ اگائیں تو ہم نے باقاعدہ آگاہی مہم چلانی ہے اخبارات کے تھرو ہم نے اپنے ڈپٹی ڈائریکٹر ز جو ہیں، ہم ہر ڈسٹرکٹ میں جہاں یہ اُگ سکتے ہیں، اُنکے ذریعے ہم اُن زمینداروں کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ وہ آگائیں ان پودوں کو اگائیں اور جو کم پانی مانگتے ہیں اور زیادہ آمدن دے سکیں۔ تو انشاء اللہ آپ ہمارے ساتھ ہو۔ جب بھی آپ کو چاہیے ہم تجرباتی طور پر کر سکتے ہیں یہ تین سے چار سال میں پھل دے سکتا ہے۔ تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ دو دو تین تین چار چار ایکڑ پر ہر ڈسٹرکٹ میں لگائیں گے اور اگر کامیاب ہوئے تو ہم ہر ڈسٹرکٹ میں زیادہ دینے کی مزید کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوج: کیا اس وقت یہاں ہیں زیتون کے پودے؟

وزیر زراعت و کوآپریٹورز: یہ تین چار دنوں سے میں گاؤں میں تھا اگر آپ کو چاہیے تو مجھے بتا دیں میں اُن کو بتا دوں گا کہ اگر available تھے تو دے دیں گے نہیں تو آپ کے لئے کچھ بندوبست کر دیں گے۔

جناب ثناء اللہ بلوج: شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ ملک نصیر احمد شاہ ولی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 70 دریافت فرمائیں

ملک نصیر احمد شاہ ولی صاحب! سوال نمبر 70۔

حاجی محمد نواز: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی حاجی نواز صاحب۔

حاجی محمد نواز: یہ پودے آگئے تھے اور ہمیں پتہ نہیں چلا ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: یہ گورنمنٹ کا کام ہے یہاں کی بنیٹ بیٹھی ہوئی ہے یہاں اسمبلی بیٹھی ہوئی ہے اپوزیشن اپنی تقدیم کر سکتی ہے براۓ تعمیر۔ اور ہمیں اچھی تجاویز دے سکتی ہے ہم ان تجاویز کو سامنے رکھ کر اس پر عملدرآمد کریں گے۔ یہ طریقہ کارہوتا ہے۔ زیتون کی جوبات ہے اگر لیکچر بہت بڑا ملکہ ہے آپ کو پتہ ہے آپ جب بھی چاہیں کیونکہ یہ زیتون کے پودے آتے ہیں اور یہ اخبارات میں آتے ہیں یہ نہیں ہے کہ ذاتی طور پر ہم کسی کوفون کر سکتے ہیں یہ تو آپ کے ایک کروڑ بیس لاکھ کی آبادی ہے بلوچستان کی کس کس کوفون کریں۔ وہ ایک آگاہی ہم ہوتی ہے اخبار میں ہم دیتے ہیں کہ جس علاقوں میں یہ لگ سکتا ہے آپ آجائیں اپنے پودے لے جائیں اور جن جن لوگوں کی پہلے پہنچ ہوتی ہے وہ اپنی رجسٹریشن کرتے ہیں اپنا نام لکھواتے ہیں۔ اُسی کی بنیاد پر ہم تقسیم کرتے ہیں کیونکہ پودے اتنے زیادہ نہیں ہوتے ہیں کہ پورے علاقوں میں تقسیم کریں تجرباتی طور پر۔ حاجی صاحب کو اگر پودے چاہیے تو میں بات کرلوں گا وہ آجائیں دفتر میں یا میں خود ان سے رابطہ کر کے میں ڈائریکٹر صاحب کو بتا دوں گا وہ ان کو دے دیں گے شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جناب یونس عزیز زہری صاحب آپ اپنا سوال نمبر 91 دریافت فرمائیں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر سوال نمبر 91۔

☆ 91 میر یونس عزیز زہری، رکن اسمبلی: 31 جنوری 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران قلات ڈویژن میں زراعت کو فروع اور ترقی دینے کی غرض سے کمک رلا گت رقم سے کون کون سے منصوبے شروع کیے گئے نیز پایہ تکمیل کو پہنچائے جائیں اور تا حال نامکمل رہ جائیوں اے منصوبوں کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر زراعت:

مکمل زراعت تو سعی بلوچستان کی طرف سے پچھلے پانچ سالوں سے قلات ڈویژن میں کوئی خاص منصوبہ تو نہیں چلا تھا البتہ صوبائی سطح پر چلنے والے منصوبے کی تفصیل قلات ڈویژن کے حوالے سے درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	رقم	سال
1	کم پانی والی فصلوں کا منصوبہ (الف) پھل دار درختوں کی تقسیم	4,005,300 473,424,5	2016-17 2017-18
	تخصیب پلاسٹک ٹلکو (ب)	2,065,500	2016-17
	دالوں کے بیج کی تقسیم (ج)	1,550,000	2017-18
	کپاس کے بیج کی تقسیم (د)	745,393	2017-18
2	صلحی سطح پر سینیار	1,417,500	2017-18
	صلحی سطح پر زرعی کافرنس	7,500,000	2016-17
3		70,0000	2017-18

زرعی تحقیقاتی ادارہ بلوچستان کوئٹہ۔

محکمہ زراعت (زرعی تحقیق) نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران قلات ڈویژن میں زراعت کو فروغ اور ترقی دینے کی غرض سے جو ترقیاتی منصوبے شروع کئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1 - زرعی (کھان) میں زرعی تحقیقی سینٹر کا قیام :-

یہ منصوبہ پایہ تیکیل ہو چکا ہے اس کی گل لگت 35 ملین تھی اس منصوبے کے تحت 150 ایکڑ اراضی جو کہ وہاں کے مقامی لوگوں نے بلا معاوضہ فراہم کی تھی ریسرچ سینٹر قائم کیا گیا، جہاں علاقائی فصلوں اور پھلوں کی مختلف اقسام پر تحقیقی کام شروع کر دیا گیا ہے منصوبے کے تحت دفتر کی تعمیر، زرعی مشینوں کی فراہمی، 15 ایکڑ ریکل سسٹم اور آپاشی کے لئے دو بور مع سولر سسٹم، تجربات کے لئے ٹنل اور لیبارٹری کا قیام عمل میں لا یا گیا۔ تقریباً 15 ایکڑ پر مختلف فصلوں پر بھی تحقیقی کام جاری ہے۔

2 - نال زرعی تحقیقی سینٹر کا قیام :-

یہ منصوبہ پایہ تیکیل ہو چکا ہے، جس پر بزریات اور پھلوں کی مختلف اقسام پر تحقیقی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ منصوبے کے تحت دفتر کی تعمیر، زرعی مشینوں کی فراہمی آپاشی کے لئے دو بور مع سولر سسٹم، تجربات کے لئے ٹنل

اور لیبارٹری کا قیام عمل میں لاایا گیا۔

3۔ زرعی تحقیقی فارم و یار ول سبیلہ میں آپا شی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے دوسرا سٹم لگائے گئے اور زرعی تحقیقی سینٹر باغبانہ میں چکلوں کی نرسری بنانے کے لئے ٹنل تعمیر کئے گئے۔

4۔ ملکہ زراعت (زرعی تحقیق) بلوچستان میں زیرِ کاشت زرعی اجناں، سبزیات، چارہ جات اور چکلوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے مختلف تحقیقی کاموں کے ساتھ ساتھ ان کی ترقی وادہ اقسام کو صوبے بھر میں ان کے موضوع علاقوں میں متعارف کروارہی ہے۔ اس سلسلے میں ادارہ زرعی تحقیق کے تحت چلنے والی ترقیاتی منصوبوں میں سرمائی اور گرمائی چکلوں کی مختلف ترقی وادہ اقسام، زرعی اجناں، سبزیات اور چارہ جات کے بیچ قلات ڈویژن میں زرعی تحقیقی سینٹر کو فراہم کئے گئے تاکہ ان کی افزائش اور پیداواری صلاحیت کو جانچا جاسکے۔

اصلاح اراضی و آپا شی بلوچستان کوئٹہ۔

گذشتہ پانچ سالوں کے دوران قلات ڈویژن میں زراعت کے ترقی اور فروع کیلئے مختلف کمیونٹیں کی گئی رقم اور ضلع وار تفصیل ذیل ہے۔

ضلع مستونگ۔

کمل اسکیم	کل لاغت ملین	سال
کمل شدہ	45.149	2013-14
کمل شدہ	37.305	2014-15
کمل شدہ	107.705	2015-16
کمل شدہ	62.200	2016-17
کمل شدہ	91.588	2017-18
کمل شدہ	343.947	ٹوٹل

" ضلع قلات۔

کمل اسکیم	کل لاغت ملین	سال
کمل شدہ	45.068	2013-14
کمل شدہ	20.20	2014-15

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

25

کامل شدہ	106.010	2015-16
کامل شدہ	94.800	2016-17
کامل شدہ	74.000	2017-18
کامل شدہ	370.998	2017-18 شہید سکندر آباد
	711.076	ٹوٹل

صلع خضدار۔

کامل اسکیم	کل لاگت ملین	سال
کامل شدہ	44.491	2013-14
کامل شدہ	49.400	2014-15
کامل شدہ	118.600	2015-16
کامل شدہ	40.000	2016-17
کامل شدہ	29.822	2017-18
	282.313	ٹوٹل

صلع لسبیلہ۔

کامل اسکیم	کل لاگت ملین	سال
کامل شدہ	38.630	2013-14
کامل شدہ	48.000	2014-15
کامل شدہ	90.650	2015-16
کامل شدہ	77.500	2016-17
کامل شدہ	141.955	2017-18
	396.735	ٹوٹل

ضلع آواران۔

سال	کل لاگت میں	مکمل اسکیم
2013-14	23.695	مکمل شدہ
2014-15	000	مکمل شدہ
2015-16	76.650	مکمل شدہ
2016-17	0000	مکمل شدہ
2017-18	165.986	مکمل شدہ
ٹوٹل	266.331	

ضلع واشک۔

سال	کل لاگت میں	مکمل اسکیم
2013-14	22.225	مکمل شدہ
2014-15	0000	مکمل شدہ
2015-16	108.600	مکمل شدہ
2016-17	86.739	مکمل شدہ
2017-18	181.877	مکمل شدہ
ٹوٹل	399.441	

ضلع خاران۔

سال	کل لاگت میں	مکمل اسکیم
2013-14	25.254	مکمل شدہ
2014-15	4.500	مکمل شدہ
2015-16	47.65	مکمل شدہ
2016-17	17.00	مکمل شدہ

مکمل شدہ	7.00	2017-18
	101.404	ٹوٹل

نوٹ: اس ضمن میں تحریر ہے کہ مندرجہ بالا اسکیمیات مکملہ زراعت، اصلاح اراضی و آب پاشی بلوچستان کی توسط سے قدرتی وسائل اپانی کے تحفظ اور دانشمندانہ استعمال کی غرض سے پختگی نالیاں اصنافی کھال و کاریزات، پختگی تالاب، بچائی پائپ لائن، کھدائی لوکل بور، سمشی تو انائی، ہمواری زینبات، تحفظ و تعمیرات بندات، اور زمینداروں کی ضرورت کے مطابق زراعت کی ترویج اور اپانی کی تحفظ و بچت سے نسلک کام سرانجام دیئے گئے ہیں۔

میریوس عزیز زہری: جناب اسپیکر! جواب سے مطمئن ہوں مشر صاحب نے تفصیلًا جواب دیا ہے۔ اُنکا شکر یہ آج وہ بھی غصے میں ہیں اور اُسکا تمام بھی ہم ضائع نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

وزیر زراعت و کواپریوں: شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ۔ سید محمد فضل آغا حب! آپ اپنا سوال نمبر 147 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سوال 147 تو ہے لیکن میں وزیر صاحب کو اٹھنے کی زحمت نہیں دوں گا اسلئے کہ جواب موصول ہی نہیں ہوا ہے اور اس کی پیش قدمی میں نے پہلے ہی کردار میں میں وزیر صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ، آج ان کی ارمان پوری کر دی پچھلی گورنمنٹ کی۔ کہ جب بھی ہم کوئی بات کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ پچھلی گورنمنٹ کی۔ تو اب ہم نے پچھلی گورنمنٹ کے تین سال میں جو لاکھوں ڈوز رآ ورز تقسیم ہوئے ہیں اس سوال میں میں نے یہ پوچھا ہے کہ وہ ڈوز رآ ورز پورے بلوچستان میں کہاں کہاں تقسیم ہوئے کس کس فرد اور کس کس گاؤں کا آدمی ہے جسے ملے ہیں کون کوئی زمین لیوں ہوئی ہے۔ کب ملی ہے کس دن، یہ تفصیل مانگی ہے۔ اور اس کو تقریباً چار مہینے ہو گئے ہیں اب ان کی خدمت میں گزارش صرف یہی ہے کہ یہ ذرا ان کو گھیرا کر دیں اب چار مہینے بہت زیادہ ہیں اب تفصیل مل گئیں کیونکہ الحمد للہ ہماری جتنی آبادی زیاد ہے اتنی ہی یورو کریسی اُس سے زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ ہم نے ایڈنیشن کا یہ ہلا دیا ہے کہ ہمارے بجٹ کا آدھے سے زیادہ 60% نان ڈولپمنٹ تخلوا ہوں میں چلے جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ بیٹھ کر کے کام نہیں کریں گے تو پھر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم نے نان ڈولپمنٹ پر ہم کھربوں روپے خرچ کریں اُس کا مقصد کیا ہے۔ تو ان سے کام لیا جائے۔ اور صرف یہی نہیں میرے بہت سارے اسی قسم کے سوالات ہیں ان کے جوابات نہیں آئے ہیں تو وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اپنی اُس تمام منسٹریوں کو کہیں کہ آئندہ سوالوں کے جوابات دیا

کریں یہ ہماری مدد ہوگی سب کی مدد ہوگی۔ بہت شکریہ جناب۔ میں زیادہ زمرک خان صاحب کو زحمت نہیں دول گا۔

وزیر زراعت و کوآپریٹورز: جو سوال ہے اس سے متعلق ان کی یہ باتیں صحیح ہیں جو انہوں نے کہا تھا کہ ٹائم پر اسکے جوابات ملنے چاہیے۔ یہ تھوڑا سا complicated سوال تھا اس لئے یہ تھوڑا سالیٹ ہو گیا ہے کیونکہ انہوں نے بہت بڑی ڈیل مانگی تھی حالانکہ لوگ اتنے نہیں ہوں گے لیکن وہ ڈیل دیکھنے کے لئے تھوڑا ٹائم چاہیے اور یہ اس کا جواب موصول بھی ہو گیا ہے اور میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ انشاء اللہ آپ کو اگلے اسمبلی اجلاس میں اس کی پوری تفصیل میں دے دوں گا اگر میں تھا تو ٹھیک ہے نہیں تو آپ کے سامنے کیونکہ میرے کچھ مسئلہ چل رہے ہیں اگر 27 تاریخ کو آپ نے رکھا تو اگر سوال آ سکتا ہے تو میں ان کو ڈیل دے دوں گا ڈیل میرے پاس آیا ہوا ہے اگر آپ کو چاہیے تو میں اُس کی فتوٹ کا پی نکال کے آپ کو دے دیتا ہوں۔ نہیں تو اگلے اجلاس میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے چلیں یہ 27 تاریخ کو جواب ڈیل کر دیں۔ 27 کو سوالات نہیں ہوتے ہیں تو اُس سے اگلے اجلاس میں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹورز: اگلے سیشن میں ہوں گا نہیں۔ میں چھٹی پر ہوں کچھ میرے اپنے کیسز کا مسئلہ چل رہا ہے تو میں اُسی میں مصروف ہوں تو اس کا آغاز صاحب کو میں تفصیل دے دوں گا۔ پھر آخری third میں اگر ہو سکتا ہے تو third اجلاس میں رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بھی ثناء بلوج صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج: سر! محترم وزیر انجینئر زمرک صاحب تشریف فرمائیں، بلوچستان میں جو MMD کا ڈیپارٹمنٹ ہے، جو زراعت کے ساتھ ہے، جو buildozer-hours deal کرتا ہے۔ یہ تقریباً مارشل لاء کے وقت میں زراعت کے مکھے میں شامل کیا گیا۔ اس وقت جتنے گھنٹے اُس میں جاری ہوئے ہیں اگر وہ گھنٹے استعمال ہوتے تو آج بلوچستان میں کوئی پہاڑ نظر نہیں آتا۔ وہ سارے لیوں ہو چکے ہوتے، جتنے گھنٹے جاری ہوئے ہیں۔ میں خود ایک پلچر انجینئر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک پلچر میں اگر ایم ایم ڈی کے سارے گھنٹوں کی calculation کریں استعمال ہو تو بلوچستان سارا flat-land ہو جائیگا۔ بلوچستان میں کوئی پہاڑ بھی نہیں رہے گی۔ لیکن آفسوس یہ ہے کہ یہ ٹینکنیکل اتنا question نہیں ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ کو یہ گئے ہیں، اُس ڈسٹرکٹ میں ایک آفس ہے، جس میں چار یا چھ بندے بیٹھے ہیں اگر وہ جواب دے دیتے تو یہ صرف لپشین کا ہی

آجاتا۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگلے اجلاس میں میری یہ گزارش ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس طرح کے م محکمے جن کی کارکردگی جو ہے ہمیشہ سوالیہ نشان رہی ہے جن کی کارکردگی پر۔ بلڈوزر آور جو ہیں وہ political basis پر distribute ہوئے ہیں۔ یہ ضرورت مندوگوں کو نہیں ملے ہیں۔ کیا آپ کی وزارت میں کوئی ایسا طریقہ کار آپ بنائیں گے کہ بلڈوزر آور ز جہاں ڈسٹرکٹ جو اپنے ایریا آبادی اور زمینداری کے حوالے سے، خشکاوے کے حوالے سے پڑے ہیں، ان کو زیادہ گھنٹے دیئے جائیں گے؟ کیونکہ یہ گھنٹے ایسے علاقوں میں بھی، شہروں میں بھی دیئے گئے جہاں بالکل زمینیں ہموار کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی دیئے گئے ہیں۔ تو آپ اس میکنیزم کا کوئی فارمولہ بنانا چاہتے ہیں یا آپ تجویز کرتے ہیں کہ ایک ایم ڈی کا ملکہ ختم کر کے یہ جو تین یا چار ارب روپے کا جو بجٹ ہے یہ بلوچستان میں لوگوں کوستے ٹریکٹرز کی خریداری پر یا بلڈوزر کی خریداری کیلئے دے دیئے جائیں۔ اور ہم سوچ بھی رہے ہیں۔ اگر آج ایک اچھی حکومت ہوتی تو یہ تین سے چار ارب روپے کا نیاء ہے بلوچستان میں بلڈوزر آور کے نام پر۔ یہ political basis پر کرپشن کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ آپ ایک سنجیدہ سیاست دان ہیں ایک اچھی سیاسی جماعت سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ نہیں سمجھتے کہ بلوچستان میں ایسے کالے کنوں کو ختم کرنے کیلئے آپ کوئی سمجھتے ہیں کہ ہم سب مل بیٹھ کر کوئی اچھا میکنیزم بنائیں تاکہ تین یا چار ارب روپے سالانہ بلوچستان کے نفع سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رندہ: شکریہ جناب اسپیکر! آپ کو علم ہے کہ ڈسٹرکٹ کچھی میں دنیا کی سب سے پرانی ایک civilization ہے، 7 ہزار سال پہلے یہاں ایگر یکچھ کا بنیاد رکھا گیا تھا۔ یہاں کے لوگ جو 7 ہزار سال پہلے تھے انہوں نے یہاں سے زراعت شروع کی۔ اور French Archaeologists اُن کا یہ ہے کہ پہلی دفعہ پوری دنیا میں گائے اور بیل کو گھر بیلو جانور بنانے کی ابتداء بھی وہیں سے ہوئی۔ اور دوسرا بڑی بات یہ ہے کہ پوری دنیا کے اندر کچھی plain میرے معلومات کے مطابق سب سے بڑا plain ہے۔ اور پورے بلوچستان کو سب کوپتا ہے کہ جو بھی پرانی آتا ہے پہلے کچھی میں آتا ہے پھر یہاں سے سندھ جاتا ہے پھر سمندر میں جاتا ہے۔ میں حیران ہوں۔ ہم سے جب اسکے میں پوچھی گئی تو ہم نے کہا کہ بھائی مہربانی کریں ہمارا سارا ایریا flood پر لاکھوں نہیں ملین ایکٹرز یہاں زرعی زمین ہیں اور ہمیں بتایا گیا کہ نہیں جناب آپ کو ہم بلڈوزر نہیں دے سکتے۔ آپ کو ہم گھنٹا جات نہیں دے سکتے۔ آپ کو بندات نہیں دے سکتے۔ سر! اس flood نے جو آج سے ایک

ہفتہ پہلے آیا ہے 80% کھنڈ اجات اور اس کے بندات پانی اپنے ساتھ، آدمیوں کے ساتھ ساتھ اگر آپ کہیں تو میرے پاس ویڈیو یوگی ہے۔ میں ہاؤس میں present کر سکتا ہوں آپ کی خدمت میں دیکھا سکتا ہوں۔ تو اب ہمیں بتایا جا رہا ہے وہ نہیں ہو رہا ہے۔ تو میں شناہ صاحب کی جو تجویز ہے میری بھی اس ہاؤس کی طرف سے ریکوئست ہے۔ کہ یہ ایک ایم ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بند کر دیا جائے۔ یہ بلوچستان کے اوپر بوجھ ہے بلوچستان کے ایک ایک آدمی سے تین یا چار ارب روپے لیتا ہے۔ ابھی انہوں نے جو بلڈوزر لئے ہیں۔ میرے پاس ایک بلڈوزر ہے اس کو 9 دفعہ پچھلے دو مہینوں میں fault آئے ہیں۔ جب بھی کہیں۔ دو دن آپ بیڑ چلاتا ہے اور fault کا بہانہ کر کے کوئی چیز اٹھا کے چلا جاتا ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ زمینداروں کیلئے عذاب جان ہے۔ اور یہاں ایک ایک ڈیپارٹمنٹ جو ڈسٹرکٹ اُن کے جو offices ہیں وہ کروڑوں روپے کماتے ہیں اور کروڑوں روپے کا اوپر کمیشن دیتے ہیں۔ میری اس ہاؤس کے طرف سے ریکوئست ہے موجودہ حکومت کو، چیف منسٹر صاحب اور منسٹر صاحب کو، یا تو زمینداروں کے لئے ایک نظام بنالیا جائے۔ یہ پچھلا نظام لوگوں کو deliver نہیں کر رہا ہے۔ اور میری لاکھوں ایکٹر زمین اور یہ دوچار لوگ، جو دوچار دس پچاس ہزار لوگ رہ گئے ہیں کھنڈی میں۔ جہاں کسی وقت میں millions of peoples ہوتے تھے۔ یہ 9 سال کی قحط سالی اور سیلاں۔ میری منسٹر صاحب سے ریکوئست ہے، عرض ہے اُن کے خدمت میں۔ یا تو ایک نیاء نظام لا کیں یا اس ڈیپارٹمنٹ کو بند کر دیا جائے۔

Thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر زراعت و کاؤنسلیور: جناب اسپیکر! میں اس کے جواب میں۔ جو ہمارے آنراہیل ممبرز نے کئے ہیں۔ مجھے عجیب سالگ رہا ہے۔ اگر ہم اپنی کار کردگی بہتر نہیں بناسکتے ہیں تو کیا ہم سارے ڈیپارٹمنٹ کو بند کر دینگے؟ ہمارے ایک ایم این اے صاحب نے اسلام آباد میں یہ بھی کہا تھا کہ پورے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو بند کیا جائے۔ اور ایک نے کہا تھا کہ C&W کو بند کیا جائے۔ تو آپ پورے بلوچستان کو فیڈرل کے حوالے کریں پھر کیوں آپ صوبائی اس کے لئے جو آپ بات کر رہے ہیں۔ آپ ہمیں بھی سن لیں۔ یہ نہیں کہ میں ایگریکلچر کا منسٹر ہوں۔ میں کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے حق میں نہیں ہوں۔ ہم پچھلی حکومتوں نے جب پچھلی حکومت کی بات ہو رہی ہے۔ جس نے بھی کرپشن کی۔ جس نے بھی دھاندی کی۔ جس نے بھی غلط طریقے سے اس صوبے کو استعمال کیا ہے اس کے خلاف تحقیقات ہونی چاہیے۔ اگر یہ سوال میری بہن کہتی ہیں کہ وہ پچھلی حکومت کی کار کردگی ہے تو مجھے کہنا پڑیگا۔ یہ کوئی سطحیتی ہے کہ جی میں نہیں کہوں گا۔ میرے سوالات کا جواب کوئی نہیں

دے سکتا ہے۔ اگر پچھلی حکومت نے کالونیاں بنائی ہوئی ہیں اور وہ در بدر کر رہے تو میں نہیں کہوں گا کہ وہ پچھلی حکومت کی کارکردگی ہے۔ تو میں اپنے اوپر کیوں ڈالوں۔ ہاں آپ مجھ سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ آپ اسکو بہتر طریقے سے کیسے بناسکتے ہو۔ میں اگر ایم ایم ڈی کو بند کروں۔ ہاں! اس میں ایک چیز ہے کہ یہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کی خواہش پر نہیں ہوگی۔ یہ اُن کے کہنے کے مطابق یہ hours تقسیم نہیں ہونگے۔ آپ جا کے زمینداروں سے پوچھیں کہ وہ خوش ہیں یا نہیں۔ میں کسی کے کہنے پر وہ نہیں دونگا۔ کہ جا کے ہزار اس کو دے دوں اور دو ہزار دوسرے کو اور تین ہزار۔ پھر یہ خوش ہونگے۔ پھر ان کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ اپنی مرضی سے ڈیپارٹمنٹ کا جو بھی طریقہ کار کے تحت یہ سارا سٹم چلے گا۔ اگر ایم ایم ڈی غلط کر رہا ہے۔ میں ایم ایم ڈی پر stand نہیں لے رہا ہوں۔ لیکن اُس کی نشاندہی ہونی چاہیے کہ یہاں کرپشن ہو رہی ہے، یہاں غلط طریقے سے بلڈوزر آور زدیے۔ ہم اُن آفیسروں کے خلاف suspension order کریں گے۔ ہم اُن کے خلاف اکواڑی بیٹھا کیں گے۔ یہاں تک 3 آفیسروں کے خلاف ابھی بھی اکواڑی چل رہی ہے۔ آپ بتا دیں ہم ٹھیک کر لیں گے۔ یہل نہیں ہے کہ آپ صوبے کو بند کر دیں۔ آپ اسمبلی کو بند کر دیں کہ ہم کس لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ طریقہ کار میرے نظر سے۔ مجھ سے ناراض نہ ہو۔ میں اس کے حق میں بالکل نہیں ہوں۔ آپ ہمیں بتا دیں جتنے بھی ہمارے آزادیبل ممبر 65 بیٹھے ہوئے ہیں کوئی بھی اس کی نشاندہی کرے۔ ایگری ٹکر میں جو بھی سٹم خراب ہے انشاء اللہ ہم اس کو ٹھیک کریں گے۔ یہ جو کرپشن یہاں صوبے میں جتنا بھی ہوا ہے آپ دیکھ لیں میں خود بھی اس حکومت اور پچھلے پانچ سال بھی میں اپوزیشن میں تھا۔ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا تھا ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے ہم نے یہی چیخ و پکار کری تھی کہ ہمیں کچھ نہیں مل رہا ہے۔ ہم نے پھر بھی اپنے روایات کو برقرار رکھتے ہوئے احسن طریقے سے اس اسمبلی کو چلانے کی کوشش کی حالانکہ پچھلے دور میں بھی ہم 11 ممبر اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے اپنے حق کیلئے آواز اٹھائی۔ ہم نے اپنے حلقة کے حق کیلئے آواز اٹھائی۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ زمرک خان کو کچھ دے دو۔ ہم نے کہا کہ ہمارے حلقة کا خیال رکھو۔ چاہیے وہاں واٹر سپلائی بانا ہے۔ روڈز بنا ہے، ایگر یکلچر کے کام ہو رہے ہیں۔ سب ایک ہی مناسب اور تقسیم کے مساوی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ تو ہم یہ کرتے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ اب میں ایگر یکلچر کے حوالے سے اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرے کسی بھی دوست کو میرے کسی بھی بھائی کو میری کسی بھی بہن کو اس پر اعتراض ہو ہمیں بتائیں اور ہم اس پر ایکشن بھی لیں گے اور سنچالیں گے اور اُن آفیسروں کے خلاف اکواڑی بھی کریں گے۔ اور اُن کو معطل کرنے کی کوشش بھی کریں گے شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رندہ: جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک منظر صاحب نے کہا ہے، بہت اچھا وہ بولے ہیں۔ میں اُن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو بات کی ہے وہ ڈیپارٹمنٹ کو بند کرنے کیلئے نہیں، ہم نے کہا ہے کہ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو پھر اس ڈیپارٹمنٹ کو بند کر دیں۔ منظر صاحب! یہ نہیں ہو گا کہ ہمارے حق ہمارے rights۔ اگر کوئی آپ کے پاس ایم پی اے آتا ہے تو اُس کو دھکے دے کر باہر نکالیں۔ جو ایم پی اے اپنے ڈولپمنٹ کے پیسوں سے اپنے علاقے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں وہ دیتا ہے اور اُس کو اٹھا کے ہم آپ کو رزلٹ دینگے۔ کچھی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت مند ہے، اُس کا میں آپ سے question کروں گا۔ اگلے دفعہ مجھے جواب دے دیں۔ آپ نے کہا میں دارخوش ہیں، وہ رور ہے ہیں، خون کے آنسو رور ہے ہیں آپ کے اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے۔ آپ کہتے ہیں میں آپ کو جس دن کہیں اسی اسمبلی کے دروازے پر میں آپ کو تین یا چار ہزار آدمی لا کے دوں گا ان سے پوچھیں کہ ان کی وجہ سے ہمارے شہرباہ ہو گئے ہیں 90% شہر کچھی کے ایک بالاناثی کے علاوہ سارے تباہ ہو چکے ہیں۔ صرف اسلئے نہ ان کو گھنڈا جات ملتے ہیں اور نہ ان کے تالاب بنتے ہیں۔ ہمارے پاس زندہ رہنے کیلئے دو چیزیں ہیں ہمارے بندات باندھے جائیں، وہ جو پانی کو روکنے کیلئے یا پھر پینے کیلئے تو میں ریکوئست کرتا ہوں منظر صاحب۔ آپ اس کے منظر ہیں آپ ہمارے لئے بہت قابلِ عزت ہیں، مگر آپ عوام کے نمائندے ہیں۔ آپ ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے نہیں ہیں، آپ ڈیپارٹمنٹ کے لئے وکیل مت بنیں۔ آپ ہماری نمائندگی کریں۔ آپ بلوچستان کے عوام کی نمائندگی کریں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ اصلاحات لائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں، آپ کمیٹی بنا لائیں۔ میں پچھلے دو مہینے کا آپ کو ریکارڈ لائے دیتا ہوں جس میں آپ منظر تھے۔ پچھلے نو مہینے کاریکارڈ لائے کہ آپ کو دیتا ہوں۔ تو میری آپ سے ریکوئست ہے، ہم نے آپ کو اس اسمبلی کے توسط سے آپ سے ریکوئست کرنی ہے، آپ کے سامنے ہم نے اپنے مسئلے رکھنے ہیں۔ ہر منظر اس کو اپنی آنائے بنائیں اگر آپ ہماری بات نہیں سنیں گے۔ آپ ان مسئللوں کو حل نہیں کریں گے، تو تو بے نعوذ باللہ، انسان تو خدا سے direct تو فریاد نہیں کر سکتا۔ فریاد کی جگہ اللہ نے یہ بنائی ہے۔ وہ اپنے منتخب نمائندے یہاں بھیجتے ہیں۔ please میری آپ سے ریکوئست ہے کہ کچھی کے صرف ایک ضلع کی آپ انکو ائمہ کرا کے دیکھیں پھر آپ ایک کمیٹی بنائیں ہمیں بلا نہیں۔ لوگوں کو بلا نہیں ان سے آپ سنیں اُس کے بعد جو آپ فیصلہ کریں گے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کی قدر کرتے ہیں۔ مگر آپ ہمارے مسئللوں کو سننے کیلئے یہاں بیٹھے ہیں تو ہمارے مسئللوں کو سنیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی اصغر خان اچکزئی۔

جناب اصغر خان اچکزئی: ان بھائیوں کے اس ڈیناٹ سے، ایک بات وفاق پر چل رہی ہے، کہ ہم صدارتی نظام لانے جا رہے ہیں، ہم اٹھارویں آئینی ترمیم کو rollback کر رہے ہیں تو خداخواستہ یہ آج اس معزز ایوان میں یہ اُن باتوں کی کڑیاں تو نہیں ہیں کہ ہم C&W کو بدنام کرنے کی، ٹھیک ہے اصلاحات ہر جگہ پر ہیں، جمہوریت میں اصلاحات کی ہر وقت ضرورت رہی ہے، ڈیپارٹمنٹ میں ہر وقت اصلاحات کی ضرورت رہی ہے۔ یہ جو بازگشت یہاں چل رہی ہیں اور یہ جو تاک شوز میں ہم سن رہے ہیں کافی حلقوں سے کہ یہاں صدارتی نظام ہونا چاہیے۔ یہ نظام فیل ہے۔ اور ایک مشکل دور سے ہم گزرے ہیں کہ ہم اٹھارویں ترمیم آئینی ترمیم کو پاس کرنے میں ہم کامیاب ہوئے۔ ہم صوبوں کو ایک حد تک strengthen کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن ایک سلسلہ وفاق کی طرف سے ابھی شروع ہوا ہے، اور آج تھوڑی بہت مجھے یہ جو ڈیپارٹمنٹ failure کی یہاں باتیں سننے کو ملی ہیں۔ تو خداخواستہ یہ تو جا کے اُن کڑیوں سے تو نہیں ملتی ہے۔ ہمیں ڈیپارٹمنٹ میں اصلاحات کی بات کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں بحث و مباحثے بھی چلتے رہیں گے۔ جی شناہ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: اصغر خان صاحب ہمارے محترم ہیں، بلدوزر کے گھنٹوں کا MMD کے ڈیپارٹمنٹ کا زراعت کے محکمے کی کارکردگی کا اٹھارویں ترمیم اور صدارتی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے Architect، اُس کی تخلیق کاروں میں سے تھے۔ یہ بلوچستان کے عوام کے خون اس میں شامل ہے یہی صوبے کی اس میں منت شال نہیں تھی۔ بلوچستان کی کمیٹی بنی تھی رووف مینگل صاحب بیٹھے ہیں دو کمیٹیاں بنی تھیں ایک میں میں تھا ایک میں رووف مینگل صاحب تھے۔ آج جو اٹھارویں ترمیم میں نہ یہ سندھ کی نہ پنجاب کی نہ کے پی کے کی مرہون منت تھی بلوچستان کے عوام کی قربانیوں کا جنہوں نے ہمیشہ concurrent-list سے constitution کے خاتمه کی بات کی۔ صوبوں کو اختیارات کی بات کی این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کی زیادہ وسائل کی بات کی۔ اس وقت جو بحث چل رہی ہے وہ بلوچستان میں دیاقانوں کی نظام کی ہے۔ آپ کے وزیر اعلیٰ صاحب نے کچھ دن پہلے کہا کہ جی ہم جو unemployment سے متعلق، 1991 rules ہے، بہت پرانا ہے، ہم اس کو تبدیل کر رہے ہیں۔ یہ تو جناب والا! ہمارے ہاں کچھ ایسے نظام ہیں دیاقانوں جنہوں نے بلوچستان کو ترقی کی بجائے تزویں اور تباہی کی طرف لے گئے ہیں۔ میں MMD کی

بند کرنے کی بات نہیں کی، C&W کی میں آپ کو دوبارہ بتاؤں، میں نے جس طرح بتایا کہ ہم کسی کو بیروزگار نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ حکمرانی میں گونس میں جب تک آپ نے گونس کو وقت کے ساتھ حالات کے modernised innovations نہیں کرتے، میں نہیں لاتے، تحقیق نہیں لاتے تو آپ جناب والا! ترقی نہیں دے سکتے۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بلوچستان میں ایم ایم ڈی ڈیپارٹمنٹ سارے انجینئر زاسی طرح برقرار رہیں ایم ایم ڈی ڈیپارٹمنٹ برقرار رہے لیکن ایم ایم ڈی جو ہے بلڈوزر آورس پر بلوچستان کے غریب عوام کا 1700 روپیہ per hour جو ہے وہ سب سدی دیتا ہے اور یہ غریب کسان کے پاس پہنچتا نہیں ہے کہ اُس کی وجہ ہے۔ جناب والا! یہ گھنٹوں کی تقسیم بلوچستان میں رقبے، غربت، اور جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ زمین کے اعتبار سے نہیں ہوتی۔ جس کا جتنا اثر و رسوخ ہے وہ وزیر اعلیٰ کے پاس، وزیر صاحب کے پاس نظام کے اندر وہ گھنٹے لے جاتا ہے اور یہ گھنٹے اپنے ڈسٹرک میں خرچ نہیں کر پاتا۔ ہماری چھوٹی سی تجویز ہے جناب زمرک صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج صاحب! کارروائی کو میرے خیال سے آگے بڑھاتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: سر! میری آخری تجویز سن لیں، زمرک صاحب! میری تجویز سن لیں۔ فناں منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا دوست ہے اُن کو مبارک باد دیتے ہیں آج پہلا دن ہے بھیثت فناں منظر بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیکھیں بلوچستان بہت تکلیف دہ صورتحال سے دوچار ہے، بلوچستان میں آپ کی innovation یہ ہے کہ آپ zero interest rate پر، بلوچستان میں یہ پیسہ جو ایک پلچر میں جارہا ہے وہ سب سے بڑا portfolio ہے سب کی ملازمتیں برقرار رکھے strengthen research کو کریں لیکن extension کو strengthen کریں، ایم ایم ڈی کے انجینئر زکوں strength کریں کریں،

جو پیسہ آپ bulldozer hours کے لیے دے رہے ہیں یہ پیسہ آپ غریب زمینداروں کو دے دیں zero% interest rate پر کہ وہ اپنے لیے ٹریکٹر اور بلڈوزر خریدیں۔ آپ rate جو دس سال میں قابل وصول ہو، پانچ سال میں قابل وصول ہو لوگ خود جا کے بلڈوزر خریدیں گے اپ زیادہ سے زیادہ اُن کو مارکیٹ سے ڈیزیل خریدتے ہیں اُس پر سب سدی دیں۔ لوگ خود تیار ہیں اپنی ترقی کے لیے حکومت کا جو نظام ہے وہ بلوچستان کی ترقی کے راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ جو نظام ہے یہ جو لوگ خود بھی ترقی چاہتے ہیں اُس کو بھی آگے بڑھنے سے روکا جا رہا ہے۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ جو انجینئر زا ایم ایم ڈی میں ہیں ان کی کروائیں strengthen کروائیں اور یہ زمینداروں کو جناب زمرک صاحب! ہم آپ کو اچھی training

رانے دینے کے لئے ہم بلوچستان میں حکومت کو strengthen کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی finances وقت stretch ہوئی ہے ان کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ حکمرانی کو تھوڑا سا modernised کریں، لیکن دیانتی طریقوں سے جو black holes بلوچستان میں بنے ہوئے ہیں جب تک ان کو address نہیں کیا ہے۔ آپ بھی اچھی حکمرانی نہیں کر سکتے deliver اس کا تعلق اٹھارویں ترمیم، انسیوسیں ترمیم سے نہیں ہے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب عبدالحکیم ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت): جناب اسپیکر! آپ خدارا اسکو rule regulation کے تحت چلائیں، جہاں سوال ہے supplementary question اس میں نہیں کر سکتے ہیں، آپ لمبی تقریباً اس میں نہیں کر سکتے ہیں آپ کا کوئی دوسرا ہے تو آپ دوسرا سوال لے آئے آپ مطمئن نہیں ہوئے دوسرا سوال لائے rule regulation اتحاق کی آپ بات کر رہے ہیں لیکن rule regulation پر آپ خود عمل نہیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں دوسرے سوال کی طرف آتے ہیں جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 12 دریافت فرمائیں۔ چلے گئے ہیں۔ ملک نصیر احمد شاہو ای صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 163 دریافت فرمائیں۔ وہ بھی چلے گئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 21 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Question No.21

جناب ڈپٹی اسپیکر: بھی وزیر داخلہ صاحب۔

21☆ جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ صوبہ میں تمام قیام امن کی غرض سے فرنیٹر کورکب سے تعینات کی گئی ہے نیز حکومت کی جانب سے مذکورہ فورس کا بتک ماہانہ دار کے حساب سے ادا کردہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر داخلہ:

محکمہ داخلہ کے ریکارڈ کے مطابق صوبہ میں قیام امن کی غرض سے فرنیٹر کورکب سے تعینات کی جا رہی ہے۔ اس وقت صوبہ بھر میں جس قدر فرنیٹر کورکب تعینات کی گئی ہے۔ اور حکومت کی جانب سے مذکورہ فورس کی تعیناتی پر جس قدر رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ تفصیل صحیم ہے لہذا اسمبلی لا بحری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بھی۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبائلی امور): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! پاکستان اور بلوچستان کی حالات آج اس طرح واقعی اکاؤنٹ کا واقعہ ہوتے ہیں۔ لیکن اتنی جو اس میں کی آئی ہے دشمنگردی میں، اُس کی سب سے بڑی وجہ جو ہے وہ ہمارے forces کا اُن کے خلاف کارروائی کرنی ہیں۔ باقی یہ جو آپ نے انگی رقم کی تفصیل مانگی ہے، یہ میں منگوا کر کے اگلے اجلاس میں آپ کو بتا دوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب نے جواب تو لکھا ہوا دیا ہے اسکو ڈیپارٹمنٹ نے بتایا نہیں ہے۔ میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبائلی امور) سے یہ ہو گا کہ اتنا اگر ہم حساب کتاب لگائیں سالانہ اربوں روپے ہم صرف اس مد میں خرچ کر رہے ہیں، سکیورٹی فورسز پر تو کیا حکومت کا ارادہ ہے کہ اپنی پولیس ڈیپارٹمنٹ کو اور لیویز کو strengthen کیا جائے۔ اور یہ رقم پولیس اور لیویز پر خرچ کی جائے ایسا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر داخلہ و قبائلی امور: بہت اچھا سوال کیا نصراللہ صاحب نے بالکل ہم نے ابھی ہوم ورک start کیا ہے ہم فیصلہ کریں گے بہت جلد شہروں کو جو ہے پولیس کے حوالے کریں گے wise phase کیوں کہ ابھی تک دشمنگردی پر احتناک نظر و نہیں پایا جاسکا کہ ہم ایف سی کے بغیر شہروں کو چھوڑ سکیں۔ لیکن ہمارا plan بن چکا ہے ہم 7 phases کو ٹکٹے کریں گے۔ ایک FC سے stepwise کو اٹھا کر پولیس کو لا کیں گے اگر ہمارا یہ تجربہ کامیاب رہا تو ہم phase wise تمام بلوچستان کے جو districts ہیں ان کو پولیس اور لیویز کے حوالے کریں گے اور FC کو بار بار زبردست بھیجن گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصراللہ خان زیریے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 54 دریافت فرمائیں۔

Question No.54

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبائلی امور): اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 54 جناب نصراللہ خان زیریے، مرنن اسمبلی:

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مالی سال 19-2018 کے بجٹ میں لیویز سپاہیوں کی کل تنتی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔ اور ان کی ضلعوار تقسیم کس طریقہ کار افارموں کے مطابق کی جائے گی کیا کی جا رہی ہے نیز یہ آسامیاں کب تک پڑ کی جائیں گی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر داخلہ:

بر طابق ڈائریکٹر جزل لیویز فورس بلوچستان کو بیٹھ مالی سال کے 19-2018 کے بجٹ میں لیویز فورس سپاہیوں

اور دوسرے مختلف کلڈرز میں 1380 اسامیاں نکالی گئی ہیں ان آسامیوں پر گورنمنٹ مرجو قوانین کے مطابق تعیناتی کیلئے ضلعوار تقسیم کی جا رہی ہے جسے جلد از جلد مکمل کرنے کے بعد محکمہ داخلہ کی مشاورت سے تعیناتی کا عمل مکمل کر دیا جائے گا۔ تفصیل خیم ہے لہذا اسمبلی لاہور بریئی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: ضمنی سوالات تو میرے ہیں جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ایک بار جواب تو پڑھ لے پھر اُس کے بعد پھر ضمنی سوال کرنا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میرا ضمنی سوال ہے اس میں جناب منسٹر صاحب سے میرا یہ سوال ہو گا کہ انہوں نے جو تعداد بتائی ہے کہ 18 سو کے قریب کوئی پوٹھیں ہیں۔ میرے knowledge کے مطابق یہ پوٹھیں کوئی ساڑھے تین ہزار پوٹھیں ہیں۔ انہوں نے ایک پروگرام بھی بنایا تھا کہ لیویز کو strengthen کرنے کے لیے کوئی 7 ارب روپے کو کوئی پروجیکٹ ہے۔ تو اس حوالے سے آپ بتائے کہ یہ 18 سو کے بجائے یہ کوئی ساڑھے تین ہزار لیویز کے پوٹھیں ہیں اور اس کی ضلع وار تقسیم کس طرح ہو گی اس حوالے آپ بتائیں۔

وزیر داخلہ و مقاماتی امور: بالکل ہم لیویز کو strengthen کرنا چاہتے ہیں اور اُس کی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ کہ لیویز ایک الیکٹریک فورس ہو جو ہمارے بی ایریا یا کلڈنٹریول کرنے کے لئے اور جو تعداد کی بات آپ نے کہ دی ہے district wise دیکھا جا رہا ہے کہ کہاں کتنی تعداد کی ضرورت ہے اسی حساب سے میرٹ پر ضلعوں میں تقسیم کیا جائیگا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں جناب اسپیکر صاحب یہ تعداد پہلے سے تعین ہے۔ ہر district کے مختلف صوبائی لیویز کے اور وفاقی لیویز کے تعداد معین ہے۔ اگر یہ DG لیویز صاحب سے یہ مغلولیں کہ کوئی نہ کتنی پوٹھیں ہیں، اب جو میں نے بات کی strengthen کرنے کے لیے لیویز کے لیے کوئی ان کا جیسا پوٹھیں کا ایک ایگل فورس ہے اسی طرح ایک فورس بنائی جا رہی ہے لیویز کی۔ اُس کے لیے کوئی 78 پوٹھیں تمام divisions میں رکھی گئی۔ اب یہ ہے کہ کوئی division کی 78 پوٹھیں ہیں کوئی 3 districts کے تین division ہیں۔ انہوں نے جو advertisement دی ہے انہوں نے over all صوبے کی دی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ باقی division توپتی پوٹھیں حاصل کریں گے۔ کوئی والے بیچارے پشین، قلعہ عبداللہ والے اُس پر پھر ژوپ یا قلات یا خضدار والے بھی کریں گے۔ کوئی والے بیچارے پشین، قلعہ عبداللہ والے اُس پر پھر ژوپ یا قلات یا خضدار والے بھی کریں گے۔ یہ جو ہے نہ اس خامی کو آپ کو دور کر دے۔ جو کوئی 78 پوٹھیں ہیں وہ پوٹھیں صرف کوئی apply کریں گے۔

division کی ہونی چاہیے۔ وہ headquarter کی نہیں ہونی چاہیے اُس پر صوبے کے کسی اور district والے apply نہ کرے سوائے quetta division کے؟ شکریہ۔ وزیر داخلہ وocabularی امور: آپ کی اس تجویز پر ہم غور کریں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر صاحب! آپ Chair کو address کریں۔ جی عبد الواحد صدیقی صاحب۔ جناب عبد الواحد صدیقی: اس کو اس لیے arrange کیا جاتا ہے کہ districts-wise strength کے مطابق ان security کو secure کیا جائے۔ اس کی آبادی کو منظر رکھا جائے تب اُسکے strength کو پوشین دیا جائے۔ لیکن اس سے پہلے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ صرف اور صرف پیروزگاری یا پیروزگار لوگوں کو روزگار دلانے کے لیے اکثر اصلاح میں جن کی آبادی تین لاکھ کی لگ بھگ ہے ان کوئتی 700 پوشین دیے جاتے ہیں لیویز کے۔ کبھی 800 سو دیے جاتے ہیں۔ کبھی 1200 دیے جاتے ہیں۔ جبکہ ہماری بڑی آبادی والے جو اصلاح ہیں مثال کے طور پر پوشین ہے اب پوشین کی آبادی اس وقت 8 لاکھ کی لگ بھک پہنچ چکی ہے۔ وہی دولاکھ یا تین لاکھ آبادی کے ضلع کے مطابق ان کو پوشین دیا کرتے ہیں۔ لہذا اگر ہم نے عوام کو secure کرنا اپنی ضلع کی پوری آبادی کو secure کرنا ہے تو کم از کم اُس آبادی کے مطابق ان کو پوشین دیا جائے۔ اس کو سیاسی وہ نہ کیا جائے کہ سیاسی بنیادوں پر صرف پوشین ہی دیے جائیں تاکہ اُس متعلقہ MPA یا MNA کو خوش کیا جائے۔ لہذا میری تجویز یہ ہو گی کہ جو بھی تقسیم کار ہے اُس کو آبادی کو منظر رکھ کر پورے آبادی کو secure کرنے کے لیے پوسٹوں کو تقسیم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ صدیقی صاحب آپ نے درست فرمائے۔

جناب یونس عزیز زہری: ایک چھوٹا سا سوال ہے، لیویز کے ساتھ ساتھ پولیس کو بھی ہمیں ذرا دیکھنا چاہیے۔ کہ ہمارے district خضدار میں SHO کو جب بھی آپ کہو کہ کہیں چھاپ مارنا یا کسی منشیات فروش کے پاس جانا ہے یا کسی چور کو پکڑنا ہے تو وہ ہر وقت یہی کہتا ہے کہ جی میرے پاس تو ایک بادی گارڈ ہے۔ ایک بادی گارڈ سے میں کسی جگہ پر نہیں جا سکتا ہوں۔ ایک دن کا واقع ہم main road پر جا رہے تھے اس نے کسی ٹرک والے کو روکا تھا اس کے پاس تین بندے تھے اور ٹرک والے چا ر تھے۔ پولیس والوں کی وردیاں بھی پھاڑ چکے تھے ہم جا کے پہنچ کے ان کو وہاں سے چھوڑایا ہے۔ تو یہ صورتحال ہے خضدار کی جناب منشی صاحب! آپ دیکھ لیں پولیس کی پوزیشن کو بالکل strength اُن کی کم ہے۔ وہ کہیں کارروائی کرنے کی پوزیشن میں ہے ہی نہیں۔ جب بھی آپ کہو وہ کہتے ہیں کہ جی ہماری یہ پوزیشن نہیں ہے کہ ہم کہیں کارروائی کر لیں۔ تو ان کو

دیکھا جائے اور خضدار کے strength کو بڑھایا جائے۔ میرے خیال سے 60 کے قریب ٹولڈ دو تھانے ہیں اور دو تھانے تو سُٹی کے اندر ہیں باقی ایریا میں جتنے تھانے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ جی میرے پاس ایک بندہ ہے میں ہوں اور میرا driver ہے اس سے ہم کارروائی نہیں کر سکتے۔ تو میری گزارش ایک یہ ہے کہ انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ وہاں کے SP نے DIG سے وہاں کا ایک پلٹون balochistan reserve police سے جنہیں دیا جائے تو ہم وہاں اچھے کام کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر میرے خیال سے تین سے زائد فنی ہو گئے ہیں۔ آپ نے اس کا جواب دینے ہیں؟ دے دیں جواب۔ جی سپیمنٹری تین ہوتے ہیں دیکھ لیں۔ جی کر دیں مختصر اصغر علی صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جب VIP movement ہوتی ہے یہاں کے لئے اسپیشلی کوئیٹھے کے لئے تو نفری پیشین سے منگوائی جاتی ہے ٹریفک والے بھی اور عام سپاہی بھی۔ جس کی وجہ سے پیچھے جو پیشین کا جو سسٹم ہے جو پولیس کا نظام ہے یا ٹریفک کے حوالے سے ہو یا من وaman کے حوالے سے ہو وہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک اجلاس میں یہ ریکوئیٹ کی تھی آئی جی صاحب سے اور ہوم منسٹر صاحب بھی بیٹھے تھے کہ ڈسٹرکٹ کوئی نہ خود بھی بندو بست کریں اپنی نفری کے لئے۔ اس لئے اس سے گریز کیا جائے اگر وہاں نہیں پورا ہو رہا ہے تو ان پوستوں کو پُرد کیتے جائیں جو خالی اسامیاں ہیں اور بلوچستان کا نسلبری کو استعمال کیا جائے۔ اب نہیں ہے کہ ایک ڈسٹرکٹ سے اٹھا کے دوسرا ڈسٹرکٹ کے لئے VIP movement کے لئے لوگوں کو بُلایا جائے۔ لہذا اس سے گریز کیا جائے، وزیر صاحب سے میری request ہے کہ اسکو ذرا انوُس میں رکھیں تاکہ وہاں کا سسٹم جو ہے جو ایک proper طریقے سے چل رہا ہے، وہ درہم برہم نہ ہو، وہ خراب نہ ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ صدقی صاحب! آپ کا سوال میرے خیال سے ہو گیا۔ جی۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! ایک ضروری سوال ہے آپ کے توسط سے ضلع پیشین کی پولیس کے سپاہی تین سو کے قریب پیشین سے باہر کوئی کوئی میں ہے، کوئی مستونگ میں ہے، کوئی زیارت اور ہرناہی میں کام کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے ہاں آئے روزہ ہشترگر دی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ تو یہاں floor پر ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا کہ ضلع پیشین کے جتنے بھی پولیس سپاہی خواہ جس کے بھی ہوں، ان سب کو ہم واپس پیشین لا کے پیشین میں رکھ دیں گے۔ لیکن 9 مہینے کا طویل عرصہ گزارا ہے آج تک وہ پولیس جو ہمارے جو پیشین کے ہیں، دوسرا اصلاح میں کام کر رہے ہیں ابھی تک واپس نہیں ہوئے ہیں۔ آپ کے توسط سے ایک kindy ہے کہ ہمارے ان بندوں کو واپس کیا جائے تاکہ ہمارے پیشین میں سکون ہو جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی وزیر داخلہ صاحب!

وزیر داخلہ و قبائلی امور: محترم یونس عزیز زہری صاحب نے جو سوال کیا تھا خضدار کے حوالے سے میں بتاتا چلوں کہ میں نے خود خضدار کی پولیس کے ساتھ دو تین مینٹنگز کی ہوئی ہیں۔ اور ان سب کو یہ کہا ہے کہ منشیات فروشوں کے خلاف یہاں کارروائی کی جائے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس سے بچایا جائے۔ لیکن ایک مینٹنگ میں بھی پولیس کی طرف سے مجھے یہ شکایات نہیں ملی ہے ”کہ ہمارے ساتھ نفری کی کمی ہے“ باقی جو دوستوں نے سوال کیا کہ پیشین سے لایا جاتے ہیں پولیس کو ادھر posting کی جاتی ہے یا کسی عارضی طور پر۔ وہ جناب! کوئی بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ ہماری فورسز کو جب نفری کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ پیشین سے بھی منگواتے ہیں، قلات سے بھی منگواتے ہیں، حرم کے دنوں میں وہ ان علاقوں سے فورسز ہے اپنی ضرورت کے لئے کہیں سے بھی منگوا سکتے ہیں۔ ایک دو دن تک اسکے بعد وہ واپس اپنے اسٹشن پر چلی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔ بس اس پر مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے، نہیں پانچ سے دس سپاہی منٹری ہو گئے ہیں۔ اگر کوئی باہر بیٹھنا چاہتا ہے تو بیٹھ جائے باہر۔ نہیں اس طرح تو نہیں ہوتا نہ طریقہ ہوتا ہے تقریباً بارہ سپاہی منٹری ہو گئے ہیں اس پر۔

جناب اصغر خان ترین: جناب اسپیکر! جس طرح صدقیق صاحب نے اس کی نشاندہی کی ہے اُس کے علاوہ ہر ہفتے میں ہر مہینے میں یہ تو ہمیں پتہ ہے حرم کے حوالے سے ہو یا کوئی اتنا serious security issue ہو ہمیں اس بات کا بالکل احساس ہے لیکن یہ ہے ہر مہینے جب بھی VIP movement آتی ہے president آتے ہیں، PM آتے ہیں۔ کوئی اور activity ہوتی ہے۔ بس پیشین کو target کیا ہوتا ہے وہاں سے نفری منگوائی جاتی ہے۔ اس سے گریز کیا جائے۔ وہاں آپ آئیں ذرا دیکھیں دن کے time ٹریک کا نظام درہم برہم ہوتا ہے۔ ہم گزرتے ہیں آتے جاتے ہیں ٹریک کا پوچھتے ہیں کہاں ہیں الہکار؟ جی کوئی نہ ہوئے ہیں۔ کس لیے گئے ہوئے ہیں؟ VIP ڈیوٹیز پر گئے ہوئے ہیں۔ یا تو اس لیے جو آسامیاں خالی ہیں ان کو پُر کیا جائے دیکھیں کوئی پالیسی تو بنائیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں دیکھیں، قریب قلات اور پیشین پڑتا ہے۔ ایک دن کے لیے موسمِ خیل سے تو نہیں منگوا سکتے نا۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! ٹریک کا نظام درہم برہم ہے وہاں امن و امان کا نظام درہم برہم ہے اُس کو بھی آپ نظر میں رکھیں وہ بھی تو top priority ہے ہماری۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سیلم صاحب!

میر سلم احمد کھوسہ: جناب! اس طرح نہیں ہے کہ صرف پیشین سے منگوائی جاتی ہیں یہ over-all بلوچستان سے منگوائی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ جی!

جناب اصغر علی ترین: نہیں جناب اسپیکر! اس طرح ہے وہاں کا نظام درہم برہم نہ ہو۔ اگر نفری کسی بھی ڈسٹرکٹ سے منگوائی جاتی ہے، سب سے priority وہاں ہو۔ سب سے top priority ہونی چاہیے کہ پیچھے کا نظام درہم برہم نہ ہو۔ ایک ضلع کا system درہم برہم ہوا یہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ضیاء اللہ انگو صاحب!

وزیر داخلہ و قبائلی امور: اصغر خان! آئیشن کو بھی خالی نہیں چھوڑا جاتا۔ وہاں مناسب نفری منگوائی جاتی ہے۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں! وہاں سے already آپ تین سو نفری ڈسٹرکٹ پیشین سے مختلف اضلاع میں تعینات ہو چکے ہیں جو کہ واپس ہونے چاہتے۔ ڈسٹرکٹ پیشین سے آپ department سے پوچھیں ڈسٹرکٹ پیشین سے جو پولیس کی نفری ہے، باقی اضلاع میں کتنے تعینات ہیں؟ آپ اُس کی رپورٹ لیں؟ اُس کے بعد جب VIP movement ہوتا ہے جب کوئی گاڑی آسکتی ہے، نہ جاسکتی ہے۔ وہاں نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اُس کا تو پیچھے بھی خیال رکھنا پڑتا ہے اگر آپ منگواتے ہوئے تو آپ اتنی نفری منگوائیں کہ پیچھے کا جو نظام ہے جو پیچھے system ہے کم از کم وہ تو اچھے طریقے سے چل سکے اُسکا خیال رکھا جائے یا کہ وہ درہم برہم ہو بس یہاں پندری بھیجی جائے اس کو آپ دیکھیں رپورٹ منگوائیں کہ ضلع پیشین سے کتنی نفری باقی اضلاع میں تعینات ہے کم از کم وہ واپس کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر صاحب!

وزیر داخلہ و قبائلی امور: اصغر خان! میں اس کو check کر کے بتاتا ہوں اگر آپ کے ضلع سے اُس کو lock کے ساری پولیس منگوائی جا رہی ہے تو اُس پر میں پولیس سے بات کروں گا۔ باقی جو ہے اس طرح کے events میں تمام اضلاع کے پولیس کو بلائی جاتی ہے صرف پیشین سے نہیں ہے اس چیز کو میں دیکھوں کہ پیچھے کے لیے۔ میرے خیال میں پولیس اتنی غیر ذمہ دار فورس بھی نہیں ہے کہ پیچھے چھوڑیں بھی نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ضیاء اللہ انگو صاحب! توجہ دلا و نوٹس۔ جناب نصراللہ زیرے صاحب آپ اپنا توجہ

دلاونڈس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: شکریہ جناب ڈپٹی اسپیکر! میں نے ایک توجہ دلاونڈس جمع کرایا تھا بڑی اہمیت کا حامل بھی ہے کہ کوئی 1 ارب 35 کروڑ صوبائی خزانے میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ غریب والا چار مریضوں کے لیے جو کینسر کے patient ہیں، جو کسی hepatitis کے patient کے ہے اُن کی رقم ہے زکوٰۃ کی رقم ہے گزرا allowance کی رقم ہے یہ پیسے 10 ماہ سے پڑے ہوئے ہیں حکومت نے جواب دیا ہے کہ یہ کوئی 19-2018ء کے دوران یہ پیسے صوبائی حکومت کے پاس ہیں۔ اب یہ خرچ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ بہانہ یہ بنایا جا رہا ہے۔ صوبائی زکوٰۃ کو نسل نہیں بنایا گیا ہے۔ کیوں نہیں بنایا گیا ہے؟ اگر وہ نہیں ہے تو سیکرٹری، department کا سیکرٹری یہ اختیار رکھتا ہے کہ وہ خرچ کر دیں اور جا کر کے پھر جب زکوٰۃ کو نسل بننے کی تب جا کر کے اُن سے پھر وہ اجازت لے لیں۔ اب اتنے غریب لوگ ہیں، ہمارے پاس آتے ہیں، کینسر کے students ہیں، اور patient کے hepatitis ہیں، اور patient کے ہیں باقی بیچارے لوگ ہیں تو یہ حکومت نے جواب دیا ہوا ہے اصل میں یہ جان خلاصی کے مترادف ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میڈم! آپ تشریف رکھیں یہاں سوال پورا ہو جائے پھر آپ پیش جواب دے دیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: تو یہ میری یہ درخواست ہے کہ یہ تمام صوبے کا مسئلہ ہے آج بھی زکوٰۃ جو چیز میں صاحبان ہے اُن کا بیان تھا پر لیں کافرنس تھی۔ کہ کیوں حکومت نہیں کر رہی ہے؟ ایک زکوٰۃ کو نسل کی تشکیل ہے وہ کرے۔ اگر وہ نہیں کر سکتے ہیں تو سیکرٹری department موجود ہے سیکرٹری صاحب جو ہے یہ اختیارات استعمال کرے جس کا جہاں جہاں district کا حق بن رہا ہے اُن کو یہ رقم وہاں پر release کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی میڈم!

محترمہ بشری می رند: اس سوال کا میں ذرا آپ کو جواب دے دوں کہ یہ نسل کے بغیر کسی صورت بھی نہیں دیئے جاسکتے۔ سیکرٹری کا اختیار وہ نہیں ہے کہ وہ اسمیں سے ایک پیسے بھی خرچ کر کے کسی کو بھی دیں۔ وہ پیسے آج بھی امامتا پڑے ہیں اور اسکی سمری CM صاحب کے پاس جا چکی ہے۔ اور اسی چند دنوں میں approve ہو کر آجائے گی اور رمضان سے پہلے پہلے یہ پیسے تمام غرباء تک تقسیم ہو چکے ہوں گے۔ تمام مریضوں تک، تمام اسکولوں تک، جن جن department سے applications اور وہ receive ہوئی ہیں، اُن تمام کو مل جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میدم۔ اس پر جتنی جلد ہو سکے براہ مہربانی کر کے یہ نکال دیں کیونکہ پیسے پڑے ہوئے ہیں۔

محترمہ بشری رند: جی! سسری جا چکی ہے CM صاحب کے پاس۔ اصل میں اس میں جو ایک بڑا important issue تھا وہ یہ تھا کہ اس میں ایک آپ نے ایک ہائی کورٹ کا یا sitting جنگ کی ضرورت ہے تو ان میں جو بھی دو تین جزو کو ہم نے select کیا تھا تو انہوں نے refuse کر دیا۔ تو اب جا کر کے ہوا ہے تو اس میں تھوڑا سا delay ہو گیا۔ ہمیں خود خیال ہے کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے جس کے اوپر فوری طور پر ہم نے تقسیم کرنا ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب!

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! دیکھیں محترمہ! اگر یہ اس کی مجھے سمجھنیں آئی ”نیز صوبائی حکومت کی جانب سے عشر کی مدیں ہر سال سول میلین روپے جاری ہوتے ہیں جو کہ برابے سال 19-2018ء تا حال موصول نہیں ہوئے“ یہ پیسے کہاں سے آتے ہیں؟

محترمہ بشری رند: دیکھیں! یہ آپ کو detail کے پورے جواب میں لکھا ہے۔ آپ اس کو تسلی سے پڑھیں۔ 1 ارب 22 لاکھ میلین موجود ہیں اس وقت ہمارے پاس۔ جس میں سول میلین ہمیں۔ سابقہ ہمارے پاس پڑے ہوئے ہیں پچھلی اُس کے۔۔۔ (ماغلث)

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں نہیں۔ یہ آپ پڑھیں۔ یہ جو پہلا آپ کا جو جملہ ہے وہ ختم ہوتا ہے پھر آتا ہے ”نیز صوبائی حکومت کی جانب سے عشر کی مدیں ہر سال سول میلین روپے جاری ہوتے ہیں“ یہ پیسے کہاں سے آتے ہیں؟

محترمہ بشری رند: جی بالکل۔ یہ پیسے ہمیں ابھی اس بار نہیں ملے ہیں، یہ fedreal سے آتے ہیں 10 کروڑ روپے جو ہمیں ابھی اس بار نہیں ملے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: تو اس کے بارے میں کوئی وفاقی کی حکومت سے کوئی ڈیمانڈ کی ہے؟

محترمہ بشری رند: جی بالکل، ہم نے demand کی ہے ہم لوگوں نے، یہ ہماری demand ہے اور یہ انشاء اللہ رمضان سے پہلے آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی شکلیہ صاحبہ!

محترمہ شکلیہ نو پورنور قاضی: جناب اسپیکر! میں نے پچھلے دنوں ایک توجہ دلا اور نوٹس جمع کروایا تھا۔ جس میں

بلوچستان کے ایک سو انیس اسٹوڈنٹس ایسے تھے جو شاید اس دوران اگر اس توجہ دلوں نوں کوہم لے لیتے تو وہ آج اس scholarship سے محروم نہ ہوتے اب یقیناً اس time کے scholarships کے floor پر کہ وہ آپ کے بھی بچے ہیں۔ وہ ہمارے بھی ایک سو 29 بلوچستان کے بچے جو میں ہمیشہ کہتی ہوں اس request کے چلے گئے اور وہ یکیں ہیں۔ وہ ہمارے بھی بچے ہیں۔ وہ ہمارا مستقبل ہیں۔ وہ مستفید نہ ہو سکے۔ secondly، میڈم نے کہا وفاق سے ہم نے request کی ہے میرے پاس اگر آج کی آپ latest، یکیں تو وفاق نے پچھلے 19-2018 کا ایک جو خسارہ تھا 27 ارب روپے کا اور ابھی 2019ء کے لیے انہوں نے مالیاتی سال خسارہ 40 ارب روپے ہیں جو ہمارے HEC نے اس وقت دیا ہے۔ 40 ارب روپے ہیں۔ جی ہاں بالکل۔ یعنی جو جتنا بھی تعلیم میں وفاق اسکو ضرب لگاتا جا رہا ہے۔ نہ ہمارے لیے scholarships کے points ہے ہیں اگر آج اس کے bnd ویکھیں جو انہوں نے ہمارے ساتھ share کے تھے کہ نئے مالی سال میں تمام scholarships کے bnd کر دیئے گئے وفاق نے، bnd دیئے ہمارے لیے۔ نئے مالی سال میں فیسوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ نئے مالی سال میں جو داخلہ ہے اس پر بھی پابندی ہے۔ بہت limited یعنی ہیں کو اور جتنے بھی یہ پچھلے یونیورسٹیاں کھلے ہیں باقاعدہ ان پر بھی پابندی ہے۔ تو میں یہ کہتی ہوں جو وفاق حکومت ہے میڈم کہہ رہی ہیں۔ ہم نے request raise کی ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ ہمارا جو new generation ہے ایک طرف ہم کہتے ہیں، ہم تعلیم آگے بڑھائیں گے اور وہاں ضرب سے ضرب لگا کے ہیں تو وفاق zero ہے۔ اگر ہم بلوچستان میں education کی حالت دیکھیں۔ jobs ہمارے پاس نہیں ہے۔ ویٹرنزی ڈاکٹرز کہہ رہے تھے کہ ہم آج آکر کے اسمبلی باہر ساری ڈگریاں جلا دیں گے۔ یعنی ہم کس نئی پر جارہے ہیں؟ وفاق کے جو minutes ہیں۔ آپ kindly وہ منگولیں اپنے پاس۔ اور آپ دیکھ لیں کہ وفاق نے تعلیم پر کتنے ضرب لگائے ہیں کہ اب آپ کا بچہ matric بھی پاس نہیں کر سکے گا۔ اس چیز کو دیکھ لیں آپ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب! ایسا ہے کہ PHD کے post students کے تھے یا graduation scholarships کے تھیں۔ جی جی اس پر سوال ہے کہ جو وزیر اعظم scholarship ختم کر دی۔ نہیں، اگر ایک student سالانہ ڈھانی لاکھ روپے یونیورسٹی والے فیس کہہ رہے ہیں کہ ہمیں دے دو۔ پہلے یہ وزیر اعظم scholarship کی مد میں دیا ہے۔ اب وہ scholarship ختم کی گئی ہے۔ اس بارے میں بھی آپ اس

پر توجہ دیں۔ CM صاحب بھی آئے ہوئے ہیں کہ کیا چکر ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ زیرے صاحب۔ ملک صاحب! یہ کارروائی تھوڑی رہتی ہے اسکے بعد آپ zero hours میں بیشک بات کریں۔ دو تین توجہ دلا دنوں رہتے ہیں۔ جی۔

ملک نصیر احمد شاہوی: میں بات کرنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! اور یہ جان بوجھ کر کیا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! میں ویسے بھی ایک point of order پر ایک چھوٹی سی بات اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بالکل ملک صاحب! آپ نے پچھلے اجلاس میں بھی کہا تھا، یہ ماٹیک خراب تھا۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بالکل میں نے کہا تو جب اسمبلی کی یہ حالت ہے جناب اسپیکر! 20 دن میں یہ بھی نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اسکے لیے میدم آپ لوگ گئے تھے کیا بنایہ ہاؤس کا جتنے بھی یہ mic وغیرہ ہیں۔

محترمہ بشری رند: جی، ہم لوگوں نے دیئی جا کے یہ systems دیکھے ہیں جو Boesh کمپنی کے ہیں۔ اور بڑے زبردست ہیں۔ تو ابھی میرا خیال ہے اس کوفوری طور پر اسمبلی میں لگادینا چاہیے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بالکل یہ ماٹیک کو تو بنایا جائے جب تک نیا سسٹم آئے گا؟

محترمہ بشری رند: جی نہیں system کو ہم لوگوں نے دیکھ لیا ہے لیں implement کی ضرورت ہے۔ کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔ جب ہم نے پسند کر لیا ہے تو فوری implement کر لیں گے۔ یا next session میں ہونے چاہیے یہاں پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں اس بارے میں پھر میرے ساتھ مل لیں تاکہ وہ کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! point of order پر میں تھوڑی سی بات کروں گا ایک تو یہ ہے جناب اسپیکر صاحب مکمل زراعت کے کچھ آفسران ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! صرف دو تین توجہ دلا دنوں کارروائی کے ہیں اس کے بعد پھر بیشک آپ جتنی بات کرنا چاہتے ہیں کر لیں مہربانی کر کے دومنٹ دیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! مسئلہ ہے مکمل زراعت کے کچھ ملازمین جو گلریکل اسٹاف ہیں، ان کا 20% ہوتا تھا اور ان کو پر موشن پر دیا جاتا تھا۔ اور گزشتہ میرے خیال 4 پانچ سالوں سے کچھ 20 ایسے افراد ہیں جن کی 17 گریڈ اور 16 گریڈ میں جن کی پر موشن ہوئی ہیں اور acting charge

اُنکے ساتھ ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر آپ ایک اہم مسئلہ ہے آپ اس پر ولنگ دے دیں پھر آپ چلے جائیں۔
 (اس مرحلہ پر محترمہ ماہ جین شیران، چیئرمیٹر پرن نے اجلاس کی صدارت کی)

ملک نصیر احمد شاہواني: میرے خیال میں میڈم چیئرمیٹر پرن مسئلہ تھوڑا اہم ہے سینٹر ہیں۔ میڈم چیئرمیٹر پرن!
 میں نے اس سے قبل اسپیکر صاحب سے بات کی تھی ملکہ زراعت کے کچھ ملازمین ہیں جو گزشتہ چار پانچ سالوں سے
 17 گریڈ اور 16 گریڈ میں کام کر رہے تھے۔ اور حال ہی میں وہ جوان کا کوٹھ تھا، اُسکو نئے قانون کے تحت ختم کیا
 گیا ہے۔ اور وہ 20 افراد جو گزشتہ چار پانچ سالوں سے کام کر رہے تھے۔ وہ متاثر ہوئے ہیں۔ میں نے یہ بات
 منسٹر صاحب کے علم میں بھی لایا۔ اور شاید قائد ایوان کو بھی انہوں نے درخواست دی ہے اس سلسلے میں۔ وہ بھی
 process میں ہے۔ اب وہ لوگ جو گزشتہ چار پانچ سالوں سے 17 گریڈ میں کام کر رہے تھے ان کو دوبارہ
 revert کیا جا رہا ہے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کا حق بنتا ہے کہ 80% نئے ڈائریکٹ آ
 جائیں اور 20% اُس میں ملکہ کے ملازمین کی دی جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو عرصے
 سے کام کر رہے ہیں۔ کم از کم انکو مستقل کیا جائے اُس کے بعد اس rules کا دوبارہ اطلاق کیا جائے۔ تو ہماری
 کمیٹیاں ابھی بھی ہوئی ہیں اور گزشتہ دنوں جب ہم نے اپنی مatarی اجلاس کمیٹی کی منعقد کی میڈم چیئرمیٹر پرن! تو
 انہوں نے اپنے اس مسئلے کو ہمارے اس کمیٹی میں لا کیا چونکے یہاں اسمبلی پر یہ باقاعدہ یہ business
 ہے اور approval اس کی نہیں ہوئی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی اجازت دے دیں اور اس مسئلے کو
 آپ کمیٹی کو refer کریں۔

میڈم چیئرمیٹر پرن: جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوں): حاجی صاحب کو، آپ مجھے سن لیں اس پر۔ اس
 میں ایسے ہے کہ چیئرمیٹر پرن! جو حاجی صاحب نے بات کی بالکل صحیح بات کی میں، یہ جو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو
 سفارشات ترتیب دیتے ہیں ہماری جو سیکرٹری صاحب یا منسٹر صاحب ہیں یا جو بھی ہیں، DGs ہیں وہ
 سفارشات مرتب کر کے پھر اس پر کارروائی کرتے ہیں یہ جو 20 فیصد کوٹھ تھا ملازمین کا اس کو cut کر کے
 10 فیصد رکھا گیا تھا یہ مجھ سے پہلے ہوا تھا حاجی صاحب۔ اور پھر حاجی صاحب نے کہا بالکل صحیح بات ہے تو اس کو
 ہم اس فلور پر میں حاجی صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی possible ہو گا اور جو بھی ہمارے قانونی طریقے
 سے جو بھی ترتیب دیں گے اس پر ہم اسی کے کوشش کرتے ہیں کہ ابھی 20 فیصد کو واپس بحال کیا جائے۔ اگر
 ہمارے سامنے کوئی ایسے قانونی نقطہ نظر نہیں تو ہم آپ کو انشاء اللہ اس پر آپ میرے پاس آ جائیں کل اگر آپ

کہتے ہو اس پر بیٹھ کر اس تفصیلی بات کریں گے۔ میں نے بھی سیکرٹری کو کہا تھا کہ یہ اگر انکے ساتھ ناجائز ہو رہا ہے تو اس چیز کو دوبارہ پہلے کی طرح 20 فیصد پر لایا جائے۔ تو آپ آجائیں اُس پر ہم سیکرٹری کو بھی بلا تین ہیں آپ کی ایک meeting کرواتے ہیں اور کمیٹی میں بھی آپ نے اٹھایا تھا اور کمیٹی کو بھی ہم نے تفصیلی اس طریقے سے انکومطمئن کیا تھا کہ ہم اس پر ہم کام کریں گے۔ ہم کام کر کے آپ کو بتائیں گے کہ کیا کیا possibilities ہیں کیا کیا ہو سکتا ہے کیا کیا نہیں ہو سکتا ہے انشاء اللہ ہم کسی کے ساتھ کوئی ناجائز نہیں کریں گے نہ کوئی promotion کے کوئہ کرو کیں گے نہ کسی کے ساتھ ایسے نا انصافی ہو گی کہ وہ اسمبلی تک پہنچ جائیں۔ تو انشاء اللہ یقین دلاتے ہیں کہ اس کو اچھے طریقے سے اس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

مک نصیر احمد شاہ ہو اونی: یہ چاہتے ہیں کہ انکو بھی با قاعدہ ایک letter a بھیجا گیا ہے کہ انکو revert کیا جائے تو اس letter کو روکا جائے جب تک اس بات کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے آپ ڈیپارٹمنٹ کو اپنے آپ وہ Order تو کر دیں۔

وزیر زراعت کو آپ پر بیوڑ: یہ مکملہ کا سیکرٹری کرتا ہے یہ نہیں کر سکتا ہوں کہ میں خود کروں آپ مجھ سے تھوڑا کل رابطہ کر لیں کل کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے اسمبلی اجلاس کے بعد سیکرٹری کو بلایا ہوا ہے اگر آپ آجائیں میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور سیکرٹری سے بات کر کے کوئی حل نکالتے ہیں۔

مک نصیر احمد شاہ ہو اونی: اچھا۔ انشاء اللہ۔

میڈم چیئر پرسن: ٹھیک ہے۔ مک صاحب بس اسی طرح ہے، جس طرح اُس دن انجینئر جو بتائے تھے اُس طرح طریقہ ہے۔ مشیر برائے مذہبی امور، توجہ دلاؤ نوٹس بابت اپنی وضاحت فرمائیں۔ محترمہ زینت شاہ ہو اونی صاحب۔

محترمہ زینت شاہ ہو اونی: شکر یہ چیئر پرسن صاحب ا! میں نے ایک اہم issue پر توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے ضلع بولان اور پچی میں جو خشک سالی سے متاثر ہوئے ہیں اُن لوگوں کے حوالے سے کہ ان میں کتنا اشیاء تقسیم کیا گیا ہے؟ تو اس حوالے سے جو جواب دیا ہے اُس سے میں بالکل مطمئن نہیں ہوں کیونکہ میں نے تقسیم کے حوالے سے Question raise کیا تھا جبکہ یہاں جو detail گئی ہے وہ سامان کے حوالے سے دیا گیا ہے پیش کیا ہے PDMA نے سامان بھیجا ہو گا لیکن وہاں جو انہوں نے DC رکھا ہوا ہے کوئی سلطان گلی صاحب ہیں انہوں نے تمام سامان پر قبضہ کیا ہوا ہے اور لوگوں میں وہ تقسیم نہیں کر رہے ہیں۔ اچھا ہوا کہ جام صاحب بھی آگئے ہیں موجودہ گورنمنٹ نے تو DCs کو بادشاہ بنادیا ہے وہ ہماری بات کیا ہمارے فون تک

نہیں اٹھاتے تو عام عوام کی بات کیا سنیں گے۔ تو اس حوالے سے ضیاء صاحب سے میری گزارش ہے کہ آپ اس حوالے سے آپ کچھ تحقیقات کریں اس حوالے سے کہ جو سامان آپ نے بھیجا ہے کیا وہ متاثرین کو ملا ہے یا نہیں ملا ہے تا کہ وہ ان لوگوں پر تھوڑا سا check balance ہوا اور وہ بروقت لوگوں کو جو متاثرین ہیں انکو relief مل سکے۔ شکریہ۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم: میدم! جتنا بڑا flood آیا ہے اس دفعہ بلوچستان میں اسیلہ میں بھی بہت بڑا flood آیا تھا جس کو الحمد للہ PDMA نے اپنی resources کے 100% لوگوں کو فراہم کئے جو ابھی لوگوں کی جو PDMA کے ذریعے انکی ضروریات تھی وہ 100% ریکارڈ پر موجود ہیں کہ وہ complete ہو گئے ہیں باقی جس طرح میدم نے کہا کچھ کے حوالے سے ابھی کچھ، نصیر آباد، سی او جھل مگسی میں DCs نے ہمیں جو list ہیں تقریباً non food items ہم تمام ہم، 500 بھیجیں ہیں آپ کے کچھ، تو اس کو ہم نے 700 بھیجے، 500 کی انکی demand ہے ہم نے انکو 700 بھیجے ہیں صرف ٹولی tent ہیں 21 items جو ہم نے بھیجے ہیں۔ ہمارے پاس ابھی food items کا مسئلہ ہے وہ ہمارے DG صاحب گئے ہیں NDMA کے پاس اسلام آباد وہ بھی ہم جلد لا سکیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں بہت بڑا نقصان ہوا ہے لیکن ادھر جو ہے ہم کسی اور کے ذریعے ان چیزوں کو تقسیم نہیں کر سکتے ہیں وہاں ہم DCs کے ذریعے ہی تقسیم کرتے ہیں۔ وہاں DCs پر اذامات لگتے ہیں کہ اس DC نے اُس کا زیادہ خیال رکھا اُس نے اُس کا زیادہ خیال رکھا، میں خود visit کر کے آیا ہوں میدم بھی جائیں علاقے کو دیکھ لیں اگر میدم کو کبھی شکایت ہے کہ یہاں سیلا ب آیا ہے اور DC نے تقسیم نہیں کیا ہے تو وہ ہمیں report دے دیں ہم DC کو بھی بلا لیں گے اور وہاں انشاء اللہ سامان بھی بھیج دیں گے۔

محترمہ زینت شاہوی: میں DC سے مل چکی ہوں میں نے انہیں لوگوں کی NIC دی پوری detail دی ہے لیکن اُس کے باوجود ان لوگوں کو relief نہیں دے رہے ہیں کچھ بھی نہیں دیا ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم: دیکھیں DC کے demand سے ہم نے زیادہ سامان بھیجا ہے۔

محترمہ زینت شاہوی: نہیں DC یہ کہہ رہا ہے کہ وہ سیاسی issue تھا بھائی! کیوں issue ہوگا آپ کیوں سیاست میں اُلٹھ رہے ہو کیوں سیاست میں آرہے ہوں آپ تو ایک officer ہو آپ اپنی responsibility perform کرو، آپ کو کیا ضرورت ہے کہ کون کس پارٹی سے ہے۔

وزیر محمد داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم: نہیں نہیں۔ سیاسی بندیاں پر بالکل نہیں۔

محترمہ زینت شاہوی: even voters کے BNP کے voters نہیں ہیں وہ غریب لوگ ہیں ان لوگوں کی میں نے list ہادی ہیں وہ ہمارے voters نہیں ہیں۔ وہ پھر یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ BNP کے وہ reserve seat پر آئی ہیں تو انکی MPA کے تو ان کے لوگوں کو میں نہیں دوں گا۔ اس حوالے سے آپ تھوڑی سے تحقیقات کر لیں۔

وزیر یحکمہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم: بالکل اس چیز کی میں تحقیقات بھی کروں گا اور نوٹس بھی کروں گا سیالاب سب لوگوں پر آیا ہے اس میں کوئی سیاست نہیں ہونی چاہیے کسی پارٹی کو اس میں اہمیت نہیں دینی چاہیے اہمیت صرف اور صرف سیالاب زدگان کو دینی چاہیے۔ اس کے بارے میں آپ کی کوئی شکایات ہیں تو میں DC کو بلاکر جواب طلب کروں گا اس سے۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب خود ہو گے جو کہ ہمارے گلستان آئے، وہاں انہوں نے جو onboard یا تو حکومتی ارکان کو لیا اور یہ امداد بھی حکومتی ارکان کے ہی ذریعے تقسیم کی گئی اور چونکہ یہ جو فرمائی ہے صحیح کہہ رہی ہے، کہنی ہے کہ یہاں تقسیم جو وہاں ہے وہ جانبدارانہ طور پر ہوا ہے۔ ہم سے رابطہ تک بھی نہیں کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ وہ حقداروں کو دی نہیں گئی۔ سیاسی بنیادوں پر تقسیم کی گئی ہے جو لوگ صحیح طریقے سے استعمال کر رہے تھے جو حقدار لوگ تھے وہ رہ گئے ہیں۔ اُس کو نہیں ملا ہے وہ آج تک رورہے ہیں وہ آج تک فریاد کر رہے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا ہے۔ ہمیں کیوں اتنا نظر انداز کر دیا ہے؟ چونکہ ہم الگ الگ حلقوں کے لوگ ہیں۔ یہاں مکمل طور پر حکومت نے مداخلت کی DC بھی، ایک مہینے میں ابھی کتنا عرصہ ہوا disaster کا؟ تو آج تک DC نے میراثیلیفون بھی attend نہیں کیا ہے اور گوارا بھی نہیں کرتا ہے۔ یہ بات اس کی بجائے آپ لوگوں نے DC کو اتنا وہ کر دیا ہے ”کہ اگر آپ نے انکا کام کیا تو آپ transfer ہو گے“ کیوں؟ اُس کے ساتھ یہ رودیا اور وہ مجبور ہے ہمارا ثیلیفون attend نہیں کرتا ہے اُس کی مجبوری یہی ہوتی ہے کہ اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون کرتا ہے تو آپ لوگ اُس کو transfer کرتے ہیں، اور AC کو بھی اسی طرح اگر اُس نے تعاون کیا تو اُس کو آپ transfer کرتے ہیں اسی وجہ سے ہم نے transfer posting میں آج تک کوئی بات بھی نہیں کی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ وہ اگر ہمارا تھوڑا اسماں بھی کام کر لیتے ہیں تو آپ لوگ اُسکو transfer کر لیتے ہیں۔ اس کو آپ لوگ دیکھ لیں۔ یہ جو فرمائی ہے ساری آپ کی جو امداد ہیں، سلیمان صاحب میں سب کچھ جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہیں کیونکہ آپ حکومتی نمائندے ہیں میں آپ کو بتاؤں یہ سارا کچھ جو ہو رہا ہے ایک ڈرامہ ہو رہا ہے۔ پہلے ہی دن اس اسمبلی میں جو بات ہوئی کہ ہم اس اسمبلی کو role model بنا میں

گے وہی role model آج ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، جو ہمارے قائد ایوان ہیں۔ کسی کو وہ onboard نہیں لیتا اور جو onboard یتے ہیں چند افراد اُس کے ارگر دیکھ جیں ہیں وہ اس بات پر خواجوہ لوگوں کو۔۔۔

میڈم چیرپرنس: جی سلیم صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مال): ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کچی بولان جو متاثر ہوئے ہیں 80% سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں لاکھوں کی تعداد میں، یہ آپ دیکھیں تو صحیح 700۔ اب 700 کہاں نظر آئیں گے جہاں لاکھوں لوگ متاثر ہوئے ہیں تو Tent 700 کیا نظر آئیں گے۔۔۔ (مداخلت)

حاجی محمد نواز کا کڑ: سلیم صاحب! نظر آئیں گے۔

وزیر حکمہ مال: میں تھوڑی سی گزارش کروں۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: نظر آئیں گے اگر متاثرین کو دیئے جائیں۔۔۔ (مداخلت)

میڈم چیرپرنس: ملک صاحب بیٹھ جائیں۔

وزیر حکمہ مال: PDMA کے منشی صاحب سے گزارش کروں گا کہ تعداد تھوڑی سی بڑھا گئیں۔ اور خود وہاں visit کریں۔

میڈم چیرپرنس: ملک صاحب بعد میں آپ کو موقع دوں گی۔ بیٹھ جائیں ملک صاحب۔ please آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ please سلیم صاحب کی بات سن لیں۔

وزیر داخلہ و قبانی امور و پی ڈی ایم: دیکھیں۔

میڈم چیرپرنس: جی ملک صاحب۔

وزیر داخلہ و قبانی امور و پی ڈی ایم: جہاں سے DC صاحب جتنی بھی demand بھیجن گے ہم اتنا ہی سامان بھیجن گے۔

میڈم چیرپرنس: ضیاء بھائی بیٹھ جائیں آپ۔ جی ملک صاحب! ملک صاحب کو موقع دے رہی ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہ وہانی: دونوں منشی جو ہمارے محترم بیٹھے ہوئے ہیں ان دونوں کی باتوں میں تضاد ہے۔

سلیم صاحب کہتے ہیں کہ لاکھوں لوگ متاثر ہوئے ہیں اور ضیاء جان کہتا ہے کہ 500 کا ہمارے ساتھ آئی ہے ہم نے 700 بھیج دئے ہیں۔ اور پھر بی بی زینت کہتی ہیں کہ ہم نے جو list دیا اُن میں سے کسی کو نہیں ملا اور میں بھی۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ دیکھوں اس سلیم صاحب! مجھے اجازت مل چکی ہے میں بات

کروں گا آپ بعد میں--- (مداخلت) سلیم جان! میں بات کر رہا ہوں۔

میر اختر حسین لالگو: سلیم صاحب! اس کا مطلب آپ کا DC نالائق ہے، لاکھوں لوگ متاثر ہوئے ہیں اور وہ صرف 500 demand ٹینٹ کی بحث رہا ہے تو آپ DC کو خدا حافظ کر دیں۔

میدم چیرپرنس: ایک بات کر لیں۔ یونس زہری صاحب! بیٹھ جائیں۔ خیر ہے کوئی بات نہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: سلیم صاحب۔ میدم چیرپرنس! میں اپنی بات کو تھوڑا اس طرح آگے بڑھاؤں گا کہ میں نے ضیا جان سے بات کی کہ کوئی کے 9 حلقوں میں سب سے بڑا۔ (مداخلت) کوئی کے 9 حلقوں میں 32 PB سب سے بڑا اور پھیلا ہوا حلقہ ہے اور یہاں بارشوں میں سب سے زیادہ متاثر 32-PB ہوا ہے جس میں زرخو ہے مارگٹ ہے، ہشہ ہے اور ڈک ہے، سرہ غورگئی ہے اور میرے خیال میں اگر اس پہاڑ کے پیچھے آپ چلے جائیں تو روڈ تک بہہ گئے ہیں۔ لوگوں کے گھر اور مکانات بہہ گئے ہیں۔ میرے خیال میں اپنے DC کے ساتھ بہت سارے لوگ متاثر ہوئے ہیں اُنکے شناختی کارڈ اور لیسٹیں جمع کئے ہیں۔ آپ کی کوشش اپنی جگہ ضیاء جان آپ تو کوشش کرتے ہیں لیکن میرے خیال میں اُن تک لیکن کچھ بھی رسائی نہیں ہوئی اور جس طرح حاجی صاحب نے کہا تفہیم بالکل اُسی انداز میں ہو رہا ہے کہ جہاں سیالاب تو پورے پشین اور قلعہ عبداللہ میں آیا ہے پھر صرف منسٹر قائد ایوان کے ساتھ بیٹھ کر PDMA کے منسٹر کو اٹھا کے کیوں تقسیم کرتے ہیں وہاں کیوں یہ جو تین نمائندے جمعیت علماء اسلام کے وہاں سے جیتے ہوئے ہیں تو انکا علاقہ بھی متاثر ہوا ہے اُنکو بھی اٹھاؤ وہ تو کم از کم سیاسی interference نہیں ہیں لوگ جس طرح وہ کریں۔ میدم یہ تو خشک سالی کی بات کر رہی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیالاب ہوا۔ یہ بھی یعنی ایک بہت بڑا اذباب آگیا لوگوں پر تو خشک سالی والوں کو جب کچھ نہیں ملا سیالاب والوں کو بھی ہمارا کچھ نہیں ملے گا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بلوچستان خُدا کے لئے پسمندہ علاقہ ہے یہاں اس تقسیم کو منصفانہ بنائیں۔ فنڈ پر تو آپ روناروتے ہیں کہ کیوں ہمیں زیادہ فنڈ ملنی چاہیے ہم اپنے علاقوں میں خرچ کریں گے آج بھی آپ کی PSDP پر ہم جو جتنا ہم رورہے تھے چلا رہے تھے جب تک ہمارے فناں منسٹر صاحب ہم اسلام آباد گئے تبدیلی آتی رہتی ہے دوبارہ ہم انکو مبارک باد دیتے ہیں کہ خُدا کرے کہ یہ اپنے اُس منصب پر برآ جان رہیں اس کے بعد کوئی اور تبدیلی نہ آجائے۔ لیکن بات یہ ہے میدم چیرپرنس! یہ اس چیز کو آپ منصفانہ بنائیں اور ساتھ ہی۔ (مداخلت) اس چیز کی کم از کم آپ رولنگ دے دیں اس کو منصفانہ بنائیں اور ضیاء جان بھی بیٹھا ہوا ہے۔

میدم چیرپرنس: اذان ہے۔ پانچ منٹ کیلئے بیٹھ جائیں اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی-اذان)

میڈم چیرپرن: جی نصراللہ بھائی

جناب نصراللہ خان زیریے: میڈم چیرپرن! جوبات توجہ دلا و نوں میں محترمہ نے کی یقیناً 100% صحیح ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ کیا ہوا کہ سیالاب آیا سب لوگ متاثر ہوئے، کوئی خاص پارٹی کا بندہ تو متاثر ہوا لیکن جہاں جہاں جس طرح بھی کوئی چیز تقسیم ہوئی ہے وہ پارٹی بنیاد پر تقسیم ہوئی ہے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے لوگ کیا کہیں گے ایک بیچارے کا گھر گرا ہوا ہے اس کو یہ کہا جاتا ہے ”کہ آپ کا حکومتی پارٹی سے تعلق نہیں ہے، اس لئے ہم آپکو ignore کر رہے ہیں یہ سو فیصد ہوا ہے۔ میڈم چیرپرن! میں انکو ثابت کر کے دکھاؤں گا یہ بہت بڑی بات ہے یہ انسانوں کی تذلیل ہو رہی ہے کہ آپ جو ہے نہ وہ چیزیں اشیاء خورد و نوش یا کمبل یا ٹینٹ وہ اس بنیاد پر تقسیم کریں۔ دوسری بات ابھی دو دن پہلے اسی بفتہ دیکی میں آپ نے وہاں آٹا بھیجا وہاں آٹا واپس ہوا، کیوں یہ سارے خراب تھا نہیں ابھی کی ہے آپ نے کیوں بھیجا ہے یہ کیسا طریقہ ہے کہ جو چیزیں بھیجی جاتی ہیں وہ سب خراب چیزیں ہیں۔ مجھے خود اس حلقة کے نمائندے نے کہا، دیکی، لوئی کے علاقے میں تین دن پہلے آٹا بھیجا تھا اس کو وہاں سے واپس لایا گیا کہ آٹا خراب ہے یہ سب چیزیں دونہ بھتھی جاتی ہیں خراب چیزیں بھیجی جاتی ہیں وہ بھی پارٹی basis پر تقسیم ہوتی ہے یہ خدارا اس طرح مت کرے یہ انسانوں کی تذلیل نہ کے بیچارے لوگ ہیں در بر ہیں اور اوپر سے حکومت کی یہ آفت اس پر نازل ہوتی ہے۔

میڈم چیرپرن: نصراللہ زیریے! آپ کے یہ غلط الفاظ ہیں کہ آپ پارٹی کی طرف سے مطلب انکو دے رہے ہیں یہ غلط الفاظ ہیں جو آپ نے بولے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میڈم چیرپرن! آپ کسٹوڈین ہیں آپ جس کرسی پر بیٹھی ہیں آپ حکومت کے نمائندے نہیں ہو۔

میڈم چیرپرن: نہیں نہیں آپ یہ غلط کہہ رہے ہیں یہ مجھ سے آپ نے کہا تھا نہیں نہیں یہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہو۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میں نے تو حکومت کی بات کی آپ کسٹوڈین ہیں، آپ چیرپرن ہیں ابھی آپ impartial ہو۔ آپ جس کرسی پر بیٹھی ہو اس کا تقاضا ہے کہ آپ ہمیں بھی وہ کریں حکومت کو بھی۔

میڈم چیرپرن: حکومت کے نمائندوں کو نہیں ملا ہے، بالکل نہیں ملا ہے اصغر علی سے پوچھو، اصغر علی نے بھی بنا تھا ہے پی ڈی ایم اے کا سامان، جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رند: sorry to say چیز پر سن صاحبہ! آپ ہاؤس کو سب کو دیکھ لیں کہ پہلے کس کا right نہ تھا ہے ایک آدمی اٹھتا ہے ایک گھنٹہ وہ تقریر کرتا ہے کہ اس روز کے تحت کہاں ہوتا ہے اس کیلئے زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا دو منٹ سپلائی مٹری کیلئے ہونا چاہیے۔

میڈم چیز پر سن: ٹھیک ہے آپ کو بھی پانچ منٹ کا موقع دے دیا۔

سردار یار محمد رند: میری بات سننیں۔ میں آپ کے، اپنے صاحب کے پاس گیا تھا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس کا حصہ بنایا جائے۔ تو انہوں نے کہا جی کیونکہ ٹائم کم ہے تو میں آپ کو وہاں بولنے کا موقع دوں گا۔ تو میری رکیویٹ آپ سے یہ ہے کہ میرا حلقة، کچھی کامیابی اے ہوں۔ تو پلیز مجھے بولنے کا موقع دیں میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا۔

میڈم چیز پر سن: جی سردار صاحب! آپ موقع دے دیا بات کرنے کا نہیں نہیں دوبارہ بات کریں۔ نہیں نہیں آپ ناراض ہیں دوبارہ بات کریں سردار صاحب۔

محترمہ شکلیلہ نو بدقاضی: میڈم چیز پر سن صاحبہ! اس لئے میں کہتی ہوں جہاں تک یعنی ایم پی اے، پی ڈی ایم اے اور سیلا ب زدگان کی بات کر رہے ہیں۔ ہمیں یعنی کے جو منشیر ہے یعنی انہوں نے خود ہمیں کہا کہ جہاں آپ کے متاثرے علاقے ہیں آپ سامان لے جائیں آپ کیسا تھکھا ہماری کو آپریشن ہے۔ اسی لئے اسمبلی سے نکلتے ہوئے انہوں نے کہا۔ لیکن جب علاقوں کی بات آتی ہے مستونگ میں چاہیے ڈشت ہے، کامک ہے، کردا گاپ ہے، شیرناگ ہے۔ یا کوئی بھی ایسا علاقہ ہے کہ جو سیلا ب کی زد میں نہ آیا ہو یا زیادہ بارشوں سے جن کے گھرنے گرے ہو، توجہ میں نے وہاں کے محترم نام میں نہیں لوں گی وہ کہتے ہیں کہ بر امانتے ہیں کہ آپ کیوں میرا نام لے لیتے ہیں جب میں نے ان سے ٹیلیفون ک رابطہ کیا انہوں نے اس دن بہت مشکل سے شاید میرا فون اٹھایا دس پندرہ فون کے بعد کہ جی آپ ہی چیزیں اگر آپ پندرہ ٹرک بھی بھیجوا میں گے یہ نا فوڈ آئیٹمز نہیں ہیں یہ تو ہمارے لئے مسئلہ ہے ہم لوگوں میں کیسے ڈسٹری بیوٹ کریں گے میں نے کہا کہ آپ کو نہیں دیکھنا ہے کہ آپ کس کو ڈسٹری بیوٹ کر رہے ہیں آپ کے پاس جو needy لوگ ہیں وہ کسی پویٹکل پارٹی سے نہیں ہے وہ میرے cast سے تعلق نہیں رکھتے وہ کسی اور کسی cast سے تعلق نہیں رکھتے ہیں وہ ان کے گھر گرے ہیں کیونکہ ہمارے طرف جو مٹی کے گھر ہیں ان کی باقاعدہ پیاٹی ہوتی ہے ہمارے طرف مٹی والے گھر ہیں سارے کوئی ہمارے پاس بیہاں کے کنکریٹ کے بننے نہیں بنے وہاں پر وہ مٹی جو ہے وہ تیز بارشوں کی وجہ سے ان کے گھر گر گئے ہیں وہاں زمین دھنس گئی ہے میرے پاس تصویریں تھیں میں نے ان کو پچھر سینڈ کی لیکن اس محترم نے یہ

refuse کر دیا کہ یہ تو میرے لئے بڑا مشکل ہے اگر پندرہ ٹرک آئیں گے میں تو اس کو تقسیم نہیں کر پاؤں گا۔ پیڈی ایم اے سے ہمیں گلہ نہیں ہے۔ ہمیں تو گلہ اُن سے ہے جو ہمارا کام خراب کرتے ہیں جو ہمیں direct refuse کرتے ہیں کہ آپ نہ بھیجیں ہمارے پاس۔

میر محمد خان لہڑی (مشیر تعلیم): کیونکہ اس میں میرا حلقة انصیر آباد بھی سیلا ب کی زد میں آچکا ہے اور میں خود منظر پیڈی ایم اے اور منظر محنت و افرادی قوت کے ساتھ اپنے علاقے کا وزٹ بھی کرچکا ہوں یہاں سے جب ہمارے تقریباً بولان، آپ کا ناطری river ہے، آپ کا سپلینچنگ ہے اور یہاں لہڑی کا جو کوہ سلیمان کا پانی جب بھی آتا ہے تو وہ سب سے زیادہ جو میرا حلقة ہے وہیں پر سب سے زیادہ تباہ کاریاں ہوتی ہے کیونکہ وہاں اس وقت ڈیڑھ لاکھ کے قریب ایکڑ زمین جو ہے جس میں گندم چنا، سرسوں اور دھنیا کی جو فصلیں ہوتی ہیں وہ تباہ ہو گئیں کیونکہ میں خود ہی وزٹ کرچکا ہوں اپنے علاقے کا لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ایک کلو آٹا نہیں چاہیے ہمیں ایک کلو چینی نہیں چاہیے ہماری جو تباہ کاریاں ہوتی ہے سب سے زیادہ جوزرعی حوالے سے اب ہم یہ کیسے پورا کریں گے جو ہم نے سود پر پیسے لے لیے ہیں اور اس میں کھاد ڈالا ہے نج ڈالا ہے اگر آج یہ تباہ ہو گئے تو کل کو ہم پھر کیا کریں گے پھر ہم اپنا چھیپیا سات ایکڑ بھیچ کر پھر یہی اپنے جو جن سے لے لیتے ہیں تو ان کو دیدیتے ہیں تو میری سی ایم سے پہلے بات ہوئی ہے منظر پیڈی ایم اے بیٹھے ہوئے ہیں اس میں ہمارا کیلا سسٹم تو بالکل تباہ ہو گیا ہے جو ہمارا رنچ کیناں ہے میرے خیال میں پنیتیں کلومیٹر پر بولا river سے آکے میرا حاصل کے مقام پر واپس ہماری جو پٹ فیڈر ہے وہاں پر پانی آ گیا، سیلا ب کی وجہ سے میرے خیال تین چار فٹ اور اس پر siltup ہو گیا میں مقصد ہے اگر یہ پانی رک جائے گا ابھی پھر ہمارے دوبارہ اس کی desilting ہوئی چاہیے اور اس کے ساتھ ہمارا ایک ڈیم تھا اور تھل ڈیم، بالکل وہ بھی تباہ ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرا یہی، قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ چیزیں نہیں چاہیے اگر پانچ کلو آٹا ملے یا ایک کلو گھنی اور ہماری جوزرعی زمینیں تباہ ہوئی ہیں اُن کا مال دانہ دیا جائے تاکہ ہم جو سود پر پیسے لیے ہیں لوگ اسے یا کہیں سے کسی سے پیسے لئے ہیں وہ ہم اپنا ادا کر دیں۔ شکریہ۔

میڈم چیئرمیزن: پندرہ کیلئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اجلاس دوبارہ 07 جنوری 10 منٹ پر شروع ہوا)

(اس مرحلہ میں دوبارہ سردار بابرخان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): نوابزادہ طارق مگی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ بیرون ملک جانے کی بنا آج تا تمیں اپریل کی نشتوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود علی خان لوئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بارواں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر زابد علی ریکی صاحب کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا نور اللہ صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسsemblی: مگر یہ شام لال صاحب بیرون ملک جانے کی بنا روایاں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسsemblی: میر حمل کلمتی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسsemblی: جناب دنیش کمار صاحب نجی مصروفیات کی بنا روایاں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جی اب قرارداد کی طرف آتے ہیں، زیرِے صاحب نہیں ہیں تو میرے خیال سے قادر علی نائل صاحب تحریک الٹانمبر 2 کی اسی نوعیت کی موصول ہوئی ہے جو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ بارہ اپریل 2019ء کو صحیح آٹھ بجے ہزار گنجی سبزی منڈی میں ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے افراد جو منڈی سے سبزی وغیرہ خریدنے کے تھے گاڑی پر خود کش جملہ کیا گیا جس کے متینجے میں ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے دس بیگناہ سبزی فروش سمیت دو ایف سی اہلکار اور اکیس افراد شہید کئے گئے ظلم کا پیش آنے والا واقعہ ناں صرف بربریت کی انتہاء بلکہ صوبے کے امن و امان تھہ وبالا کرنے کی گھناؤنی سازش بھی ہے۔ (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ لہذا اسsemblی کی آج کی کارروائی روک کر اس افسونا ک، المناک اور دل خراش واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جی نائل صاحب۔ آیا ذکر تحریک الٹانمبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میری تحریک پہلے نمبر پر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نہیں تھے تو میں قادر نائل کو، ابھی ایک باری یہ ہو گا، آیا کن ذکرہ تحریک الٹانمبر 2 پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ جی ایوان کی حمایت حاصل ہو گئی لہذا قادر علی نائل اپنی تحریک الٹانمبر 2 پیش کریں۔

سردار یار محمد رندہ: اس سے پہلے فلور پرمیڈم چیئر پر سن رو لنگ دی گئی ہے کہ اذان کے بعد میں آپ کو بولنے کا موقع دیں گے، میر حلقة میں سیلا ب آیا ہے اور میں اس قرارداد کا حصہ تھا آپ نے کہا میں آپ کو اس میں شامل

کروزگاہ میرانام تو نہیں آیا میرا حلقة ہے میری کنچنی ہے جس میں یہ سیلا ب آیا ہے میں اس پر بولنا چاہتا ہوں
اس کے بعد ---next

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! یہ ہزارہ برادری کے جو شہید ہوئے ہیں یہاں کا ہے۔

سردار یار محمد رند: جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہزارہ برادری کے جو فراہم شہید ہوئے ہیں یہ تحریک التوا ان سے متعلق ہے۔

سردار یار محمد رند: یہ بھی وہ بحث مکمل ہی نہیں ہوا جو قرارداد انہوں نے لایا ہے نا سروہ آپ دیکھ لیں
محترمہ میڈم شاہوانی صاحبہ جو ہے۔

جناب قادر علی نائل: وہ توجہ دلا و نوٹس تھا ان کا۔

سردار یار محمد رند: اس میں پر میں بولنا چاہتا ہوں please

جناب ڈپٹی اسپیکر: قادر علی نائل صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں سردار صاحب اپنی بات پوری کر کے
پھر ہم تحریک التوا کی طرف آتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں آپ کو آپ آگئے ہیں، آپ بات کریں سردار صاحب۔

سردار یار محمد رند: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کیونکہ میڈم نے جو آج
I am realy sorry adjournment motion move کی ہے اس کے میں تھوڑا late ہو گیا ہوں

میں آپ کو پیش نہیں کر سکا۔ تو آپ توجہ دلا و نوٹس پر آپ نے کہا کہ آپ بھی اس پر بات کر لیں سرپریلے تو میں یہ
بتانا چاہتا ہوں کہ سیلا ب ہمیشہ کچھی میں آتے ہیں مگر وہ لوگوں کے لئے باعث رحمت ہوتے ہیں مگر بدمقتو سے
اس دفعہ جو سیلا ب آیا ہے اس نے ہمیں بچھلے پچاس سال بچھے وہاں کا جو غریب ہے وہاں کا کاشنکا رہے وہاں کے
جو زمیندار ہیں جو رہنے والے ہیں مالدار ہیں اس نے پورے سسٹم کو تباہ کر دیا ہے اور مجھے بھی پی ڈی ایم اے
کے منظر صاحب نے بتایا کہ پانچ سو سیکیجز کے ہمیں request آئی، ڈی سی کچھی کی طرف سے اور وہ پانچ کی
جائے ہم نے سات سو بھج دیے۔ منظر صاحب! ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں مگر مجھے افسوس ہے کہ ان کو،
طوفان ایک سمندر کا جیسے سونامی آتی ہے اس طرح کی سونامی آتی ہے وہاں کیونکہ کچھی کا پانی آتا ہے وہ نارمل پانی
نہیں ہوتا ہے یہ پھاڑوں سے آتا ہے اور گولی کی سپیڈ سے آتا ہے اور ایسے گزر کے چلا جاتا ہے اس کی وجہ سے
پورا ضلع میرا متاثر ہوا ہے۔ جناب! میں اس ایوان کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب پی ڈی ایم اے کے چیئرمین
صاحب! جو ہے کاش کے اگر وہ یہاں بیٹھے ہوتے تو بہتر ہوتا پورا ضلع میرا اس کا 80% پرسنٹ اس کے گاؤں
اس کے کینال، اُس کی زمینیں، اُس کے بندات، اس کے گند اجات سارے اپنے ساتھ بہاء کے لے گئے ہیں

ابھی ہمارے لہڑی صاحب بیٹھے ہیں نہیں بیٹھے ہیں لہڑی صاحب بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں ان کا ایک ایسا آئی ہے وہاں کے زمیندار ہیں، بہت بڑے زمیندار نہیں ہیں ایک چھوٹے سے حصے سے ایک موضع portion کے زمیندار ہیں صرف ان سے پوچھ لیں کہ ان کا کتنے کروڑوں کا نقصان ہوا ہے اس کے کتنے گاؤں متاثر ہوئے ہیں اس کے کتنے نالے متاثر ہوئے ہیں میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے چیف منستر صاحب سے request کرتا ہوں کہ اگر انکھیلی ریلیف کا اعلان نہیں کیا گیا ابھی میں نے جب بلڈوزر آورز کے لئے request کی ڈولپمنٹ فنڈز کے لئے اپنے علاقے کے لئے تو انہوں نے کہا گند اجات بھی بند ہیں اور بندات کے لئے بھی ہم بلڈوزر نہیں دے سکتے تو سراس کا مقصد سیدھی سی ہے کہ گورنمنٹ کی شایدی ان کو کچھی کے لوگوں کی اور اس کی جغرافیہ کی شایدی علم نہیں ہے یا ان کی ضروریات کا علم نہیں ہے میں یہ ایوان کے ذریعے سے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آگلے چھ میہنے میں کچھی آپ کو دس پرسنٹ بھی پالپیشن نہیں پچے گی۔ میں یہ بات آج یہاں ریکارڈ کروانا چاہتا ہوں اور حکومتوں کا کام ہوتا کہ اپنے عوام کا ان کے مفادات ان کے رزق کا ان کے نوکریوں کا وہ پابند ہوتا ہے یہ ہمارا آئینی حق ہے یہ لوگوں کا جائز حق ہے کہ حکومت ان کی مدد کریں اگر وہ نہیں کرتی ہے تو وہ پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کر گی اس موجودہ حکومت اس کے آئین کو انکار کر گی جو انسانی حقوق کے تحت پارلیمنٹ دیئے ہیں میری ان سے request ہے کہ فوری طور پر خود جائیں کچھی میری ان سے درخواست ہے کہ وہ جا کے فضائی جائزہ میں لوگوں کے حالات دیکھیں لوگوں سے اتر کے خود میں اگر نہیں تو کم سے کم ایک کمیٹی بنائیں جو جا کے اس علاقے کو دیکھیں اس میں نصیر آباد کے بھی بہت سارے علاقے نقصانات ہوئے ہیں کیونکہ وہ سابقہ کچھی ہمارے مرضی کے بغیر اس کو توڑا گیا تھا لیکن پھر عوام ہمارے وہ لوگ آج بھی وہیں رہتے ہیں تو نصیر آباد کا بھی ایک علاقہ جو پہلے کچھی کا حصہ تھا اس کو تقسیم کیا گیا ہے وہ بھی بہت ڈیکھ ہوا ہے تو متعلقہ دو تین وزیر جام صاحب اپنی پارٹی کے بھیجیں اور وہ جا کر لوگوں سے ملے اور لوگوں کا دیکھیں اور اندازہ لگائے کہ وہاں کیا نقصانات ہوئے ہیں اور مجھے یقین ہے جام صاحب نے کہا تھا کہ میں آپ کا تقریر سنوں گا مگر چونکہ اجلاس آپ پہلے شروع کر دیا تو میں نے دیکھا کہ دوسری قرارداد آجائی گی میری رہ جائیگی میں جام صاحب ابھی request کر رہا تھا اسپلکر صاحب کو مہربانی کر کے اس وقت یہ جو پانچ سو تھیلے آپ نے بھیجے ہیں تو ایک مثال دیتے تھے پرانا کہ اونٹ کے منہ زیرہ ڈالنا۔ تو آپ کے حکومت نے زیرہ اس کچھی کے لوگوں کے منہ میں ڈالا ہے۔ میری سب سے بڑی ریکوئیسٹ آپ سے ہے کہ آپ خود اپنے رفقاء کو لیکے کچھی کا ایک فضائی وズٹ ضرور کریں اور ایک دو جگہوں روک کے لوگوں سے حال و احوال کریں کیونکہ آپ ذمہ دار ہیں آپ کسٹوڈین ہیں

اس ہاؤس کے اس صوبے کے میرے سے یاد و سروں سے سب سے زیادہ ذمہ داری آپ پے بنی ہے اور پھر اللہ نے آپ کو اقتدار دیا ہے اللہ نے آپ ذمہ داری بھی دی ہے اور ان غربیوں کا حق دینا آپ کا فرض بتا ہے کیونکہ نہیں تو پھر آپ بھی سامنے جواب دہ ہو گئے اور یہ جام صاحب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ان کو بلڈوزر نہیں دیئے گئے ان کو گھنٹے نہیں دیئے گئے ان کو دوبارہ بحالی ان کی نہیں کی گئی تو نوے فیصد لوگ بھی بھی 80% فیصد ہے، چلے گئے ہیں پچھلے نوسال کی قحط سالی سے مگر ان کو یہ امید تھی کہ میرا گھر ہے میرے بندات ہیں میرے گندے ہیں ایک دن برسات ہو گئی تو میں دوبارہ جا کے اپنے گھر میں بیٹھوں گا مگر بد قسمتی شاید اللہ ہم پر رحم فرمائیں ہماری شاید گناہوں پر، ہم سے کچھ ایسی غلطیاں یا گناہ ہوئے ہیں ایک تو نوسال کا قحط ہوا اور اوپر سے یہ سیلا ب ہوا تو میری آپ سے ریکوئیسٹ ہے کہ ایک ٹیم بنائیں جو خود جائے، باقی ایئر جائے، باقی روڈ جائے، جا کے ان لوگوں سے ملیں اور اس کی estimate بنائیں اور ان کے بحالی کے اقدامات کے جائیں اور مجھے یقین ہے کہ جام صاحب فرائدی کے ساتھ ان کی بحالی کے لئے اقدامات کریں گے، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

مشیر وزیر اعلیٰ ٹانوی تعلیم: سردار صاحب نے یہاں بات کی کلمہ صاحب کی جوڑ میں ہے، میں تو over all اپنے نصیر آباد کے حوالے سے بات کی اور اپنے حلقوے کے حوالے سے بات کی، جی جی اس حوالے بات سے کی میرے تو پورے اپنے حلقوے کی بات کی ہے میں نے تو نہیں کہا ہے کہ بھی یہ میری زمین ہے یا یہ اس کا ہے جتنا ہے وہیں پر میری زمین لوگ بھی دیکھتے ہیں جتنا ہے سب کے سامنے عیاں ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ ملک صاحب! مہربانی کر کے تھوڑا جلدی دیدیں ایک ساتھ پھر یہ سارے دیدیں گے جواب۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جی ہاں، بسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! بالکل میں سردار صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ بد قسمتی یہ ہے کہ بلوچستان میں ایک طویل خشک سالی رہی اسی اسمبلی میں ہم نے ایک قرارداد بھی لائی اس پر ہم نے بحث بھی کیا کہ بلوچستان میں آٹھ نوسالہ خشک سالی ہے اس کی وجہ سے سردار صاحب نے تو کہہ دیا کہ جس میں کچھ نصیر آباد اور بھاگ دور دراز علاقوں سے 80% فیصد لوگ یا 70% فیصد لوگ نقل مکانی کر کے چلے گئے اس وقت بھی ہم نے کوشش کی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے، ہم قحط سالی اور خشک سالی کے حوالے سے مرکزی حکومت سے جا کے بات کریں، بلوچستان کو آپ آفت زدہ قرار دیا جائے اور کم از کم جب ہم کسی علاقے آفت زدہ قرار دیتے ہیں کہ پھر اس مسئلے کا حل میرے خیال میں دو کلو آٹا چار کلو چینی یا ایک ڈبہ

گھی یہ اس مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ آفت زدگی تو ایک ایسی چیز ہے کہ اس کی باقاعدہ نوٹیفیکیشن ہوتی ہے اور اس کے اندر بہت سارے اور چیزیں بھی آتی ہیں۔ تو پھر وفاقی حکومت کوون متوجہ کر سکتا ہے۔ کہ بلوچستان میں اس حد تک نقصانات ہوئے۔ جب آپ کی کچھی، نصیر آباد، جعفر آباد اس طرح بارکھاں، کولہوا اور بلوچستان کے ان اضلاع میں یہاں تک کہ کوئی، سبی، پشین، قلعہ عبداللہ یہ تمام علاقے جانب اپسیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ 80% بلوچستان پہلے خشک سالی سے اور اب جو ہیں سیلاپ سے متاثر ہوا ہے۔ اسی میں آپ پھر آپ کو ایک بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی آج اسی سیلاپ پر یہ اہم موضوع ہیں میرے خیال میں ایک اہم مسئلہ ہے بلوچستان کالا کھوں نہیں میں کہتا ہوں کھڑی فصلیں ارپوں روپے کا نقصان ہوا ہے گندم کی فصل تیار ہی۔ کثائی ہو رہی تھی جانب اپسیکر صاحب! وہ بالکل ختم ہو گیا پیاز، ٹماٹر، دھنیاں جو فصلیں اس علاقوں میں تھے اور جو ان علاقوں میں جہاں پر باغات ہیں فصلات ہیں کچھ علاقے ڈالہ باری کے نظر ہو گئے اور کچھ علاقوں میں طوفانی بارشوں کے نظر ہو گئے تو میں کہتا ہوں کہ بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور بلوچستان کے زمینداروں اور مالداروں کی بحالت کے لیے ایک کمیٹی بنایا جائے۔ جس میں حکومت کی اراکین بھی شامل ہو اور اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہو اور یہ کمیٹی جو ہیں اسلام آباد جا کر وفاقی حکومت سے بات کریں۔ تاکہ ہمارے زمینداروں اور مالداروں کو کچھ compensation مل سکیں۔ صرف میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ان کو بلڈوزر کے گھنٹے مل سکیں۔ بلکہ بلڈوزر کے گھنٹوں کے ساتھ ساتھ اور بہت سارے مراعات ان کو جو خشک سالی اور خشک سالی میں بھی ملتی ہیں آفت زدگی کے بعد جو ہیں سیلاپ کے اندر بھی مل جاتی ہیں تو یہ ساتھ ساتھ یہ چھوٹی موٹی جو چیزیں تقسیم کر رہا ہے ہمارے منسٹر صاحب وہ بھی تقسیم کرتے جائیں لیکن لوگوں کی بحالت کے لیے ایک جامعہ پروگرام ترتیب دیں۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جس طرح میری بہن نے کہا کہ یہ چیزیں سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہوئی ہیں، اس میں بالکل سارے انسان ہیں سارے اس سے متاثر ہوئے ہیں اس کو ہم نے پوری طریقے سے صاف اور شفاف طریقے سے تقسیم کرنے کی کوشش کی ہیں جس طرح نصیر بھائی نے کہا کہ ہمارے علاقے میں بھی سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہوئے ہیں۔ وہاں سے ہمیں جتنی ڈیمانڈ آئی تھی وہ ہم نے سارے بھیجے ہیں اور سب کے تقسیم میں نصیر صاحب کا، پی اے موجود ہوا ہے خود تقسیم کیا ہے۔ پی اے آپ کا موجود ہوا ہے ڈی اسی موجود ہوا ہے ملنا نہیں ہے تو پھر آپ اپنے حلقة میں تھوڑُ پُختی دیکھیں۔ جتنے رہ رہے ہیں ان کی ڈیمانڈ بھی آپ

بھیج دیں پہلے یہ تقسیم کر لیں یہ ڈی سی اور آپ کے پی اے کے ساتھ ہیں اور اس کے سربراہی میں تقسیم ہو رہے ہیں باقی جو کہا گیا کہ سامان کچھ خراب تھا اس کو وہاں سے واپس کیا گیا ہے وہ سامان کی میں نے تحقیقات کی وہ پی ڈی ایم اے کا سامان نہیں این ڈی اے سامان ہے اور ان کو کہہ دیا گیا ہے کہ آپ کے سامان میں یہ fault ہے یہ سامان آئندہ مت بھیجیں۔ باقی یہ بہت بڑا سیلا ب ہے میں نے خود اس کا ایریا کا ویزٹ کیا ہے یہ واقعی ان چیزوں سے پورا نہیں ہو گا سی ایم صاحب نے 10 ارب روپے کا ایک وہ بھیجا ہے وفاق کو کہ ادھر کروڑوں کا نقصان ہوا ہے انشاء اللہ ہم اس گرانٹ کو لینے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے لیکن جب لوگوں کی اوپر اس طرح کی ختنی آتی ہیں اس طرح کی مشکلات آتی ہیں ان کو کھانے کے کچھ نہیں ہوتا سونے کے لیے کچھ نہیں ہوتا ہم تو یہ نہیں کر سکتے ہیں کہ اس کو کھانے کے لیے نہ دوکمل مت دو جب تک اس کے لیے کوئی بڑا ہیڈ آجائے جتنا بھی ہمارے بس میں ہو گا جو کچھ ہمارے اسٹوئرز میں موجود ہو گا ان سب کو ہم بلوچستان کے لوگوں کے لیے ہم بھیج دیں گے باقی جو دوست کہیں رہے ہیں کہ سیاسی بنیادوں پر تقسیم کا کہیں رہے ہیں وہ صرف اس اسمبلی میں آ کر آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں ہمیں ہمارے offices میں آج تک بھی کسی نے آ کر یہ نہیں کہا کہ ڈی سی سیاسی بنیادوں پر تقسیم کر رہا ہے یا کچھ لوگوں کو ignore کر رہا ہے شکریہ آپ کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میر ضیاء صاحب۔ جی قائد ایوان صاحب۔

جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): اسپیکر صاحب میں چاہتا ہوں کہ اس پر تھوڑا سارو شنی ضرور ڈالوں کے یہ سلسلہ جو ہے یہ بلوچستان میں کوئی چار پانچ ماہ سے زیادہ ہو چکا ہے جب یہ شروع ہوا۔ یہ پارلیمنٹ جب وجود میں 2018ء میں آئی تو شروع میں ہمارا بحث و مباحثہ اسی بات پر چلی رہی تھی کہ بلوچستان میں ایک بہت بڑا خشک سالی کا سلسلہ چل رہا ہے جس نے لوگوں کو بڑا متأثر کیا ہے اور مجھے ابھی بھی یاد ہے کہ ہمارے کچھ members ایسے honorable تھے اور انہوں نے با قاعدہ مجھے خود کہا کہ جام صاحب ہمیں یاد ہیں کہ ہمارے علاقوں میں کچھ ایسے درخت آپ سمجھ لیں یا ایسے کچھ طریقہ کار کے پودے ہوتے ہیں جو کبھی خشک سالی میں خشک نہیں ہوتے ہیں ہم نے ان کو کبھی خشک نہیں دیکھا ہے لیکن اس خشک سالی میں ہم نے ان کو بھی سوکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اس سلسلے کا جب یہ سارا طریقہ کار چلا اس وقت ہمارے ناطر جناب سلیم کوسے صاحب تھے اور ہمیں یاد ہے کہ بلوچستان میں اس ظالم کی ایم جنسی بھی declare کی گئی کا بنیہ کی طرف سے بھی۔ اپوزیشن نے بھی ایک بہت بڑی اس پر بات کی کہ اسمبلی کے فلور پر کہ ایک Government of Balochistan اسکو pursue کریں وفاق کے ساتھ اور پورے بلوچستان کو آفت زدہ declare کرنا چاہیے۔ ان دوران

بھی PDMA کے اندر جتنا بھی سامان رکھا تھا، مجھے یاد ہے، کہ اسی طرح ایک emergency mechanism کے تحت بلوچستان کے مختلف اضلاعوں میں ان سامان کو بھیجا گیا جو بھی سامان PDMA کے پاس رکھا ہوا تھا اس وقت کی نوعیت بڑی مختلف تھی کیونکہ وہ قحط سالی کا تھا تو قحط سالی کے حوالے سے آگے بڑھایا۔ میں اس بات کی طرف نہیں کہنا چاہرہا کہ کس حد تک اس میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہیں یا نہیں ہوئی لیکن ایک بہت سارے health department نے بہت سارے emergency initiative میں کیا قحط سالی انسان کا ایک بنایا ہوا کوئی departments نے جو بھی ان سے ہوس کا انہوں نے ان علاقوں میں کیا قحط سالی انسان کا ایک بنایا ہوا کوئی ایک ایسا طریقہ کا رہیں ہیں کہ ہم قحط سالی لاتے ہیں یا سیلا بلاتے ہیں یہ قدرت کا ایک نظام ہے اسی شہر میں اسی صوبے میں لوگوں نے گڑگڑا کے دعا میں بھی مالگی۔ لوگوں نے اللہ سے بھی مغفرت کی دعا میں مالگی۔ ہر چیز کے حوالے سے ہم نے اپنی فریاد۔ جو انسان آخر بے بس ہوتے ہیں تو رتب کی طرف ہی ہاتھ اٹھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ایک کرم اس صوبے میں بہت بڑا رہا کہ زندگی میں شاید ایسی بارشیں اسی برف اور ایسی آبادی قدرت کی طرف سے رحمت شاید بھی کوئی ہو میں اپنے دوستوں سے ایک دفعہ صرف بیچ میں request کروں گا کہ قدرت کی ناشکری ہمیں نہیں کرنی چاہیے پانی ایک بہت بڑا اوسیلہ ہے، برف کا ہونا ایک بہت بڑا اوسیلہ ہے۔ چند چیزوں ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ چند گھر ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ زمینداری بھی متاثر ہوتی ہیں ہر چیز ہوتی ہیں۔ لیکن خشک سالی جب آتی ہے تو اسکا جو ایک اثر ہے اور اس کا جو ایک نقصان ہے وہ انسان برداشت نہیں کر سکتا ہے ہم صرف اپنی شاید نو عیت کی چیزوں کی دیکھتے ہیں ہم پر پریشر آتا ہے اس سے جانور، انسان پینے والا رہنے والا عام ایک غریب ہم تک تو وہ آدمی approach کرتا ہے جس کی کوئی زمین ہے بلوچستان میں تقریباً 60% لوگوں کا جو روزگار ہے وہ زمینداری نہیں ہیں وہ مالداری ہیں یہ مالداری بندھات پر نہیں ہوتا ہے یہ ہمارے بلوچستان کا جو اتنا بڑا رقبہ ہے کہ جب بارشیں اور برف ہوتی ہیں یہ پہاڑی یہ زمینیں آباد ہوتی ہیں پھر پودے نکلتے ہیں یہاں گھاس نکلتا ہے جس کو شاید ہم اور آپ بہت عرصے میں بہت سارے علاقوں میں ہمیں پتہ بھی نہیں ہوگا تو ایک غریب ایسا طبقہ ہے جو خوشحال ہوتا ہے اس سے آتے ہیں نقصانات۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ نقصان نہیں آتا ہے لیکن میں ان علاقوں کی بات کر رہا ہوں جو زمینداری کے علاوہ بھی اس بلوچستان میں۔ بلوچستان میں بہت سارا ایک بہت بڑا رقبہ ہے جو پہاڑی سلسلے کا ہیں۔ وہاں شاید ہمارے نصیر آباد ڈویژن میں پانی کا زمینداری کا بہت بڑا سسٹم ہے لیکن اکثر و پیشتر اگر آپ پورا مکران ڈویژن میں اگر آپ پورا رختان

ڈویژن لے لیں۔ آپ قلات ڈویژن پورے کا پورا لے لیں، یہاں پرسیلا بی یعنی کہ جس طرح کے نہری سسٹم کی زمینداری شاید ہمارے دوستوں کے حلتوں میں ہوتی ہیں وہاں نہیں ہوتی ہے۔ ان کا پورا روزگار ٹیوب ویل پر ہوتا ہے یا پھر بارشوں پر ہوتا ہے، ایک تھوڑا بہت پانی کہیں نہ کہیں آ جائیں وہ اپنی مالداری اور اپنی زمینداری کر سکیں۔ میری request ہو گی۔ کہ آپ ہر لحاظ سے ہماری کوتایوں پر دس دفعہ شور کریں ہمارے ناکامیوں پر آپ شور کریں، ہم سے جو نہیں ہو سکا کسی ڈی سی سے نہیں ہو سکا لیکن اس اللہ کی نعمت کی ناشکری نہیں کریں ہم۔ یہ نہ کہیں کہ یہ بہت بڑا عذاب ہے یا ایک بہت بڑی نعمت ہے اللہ کی۔ لہذا میں ممبران سے request کروں گا کہ جب وہ نہیں بھی دیتا ہم ناشکری کرتے ہیں پھر جب وہ ہمیں بہت دے رہا ہے اُس کی بھی ہم ناشکری کر رہے ہیں ہم نظام کو صحیح نہیں کرتے ہیں یہ قدرت کی طرف سے ہے یہ قدرت کی طرف سے عذاب نہیں ہے۔ ہماری تعاون کی وجہ سے لوگ مشکلات میں ہیں۔ ہم اگر صحیح ترقیاتی کاموں میں یہ ڈیموں کو یہ بندات کو یہ protection بندز کو۔ ان چینز کو اگر ہم بنا سکیں تو یہ پانی رحمت ہے۔ لیکن ہم اگر اپنا کام ٹھیک نہیں کریں گے ہم اگر ان چیزوں پر صحیح طریقے سے کام ایک گورنمنٹ کے لحاظ سے پچھلے بہت سارے ثانم میں اگر ہم یہ اس پر محنت نہیں کریں گے، فنڈز صحیح خرچ نہیں کریں گے۔ تو لامالہ وہ پھر نقصان ہم پر ہی آئے گا۔ میں ایک چیز ساتھ ہی ساتھ کہوں کہ پانی کا سلسلہ جب بارشوں کا شروع ہوا اور ساتھ ساتھ اور اتنے سیال آتے تھے بڑی specific آتے تھے۔ برفاری شاید اتنی برفاری بلوجستان کی تاریخ میں ہوئی ہو جس کا ایک بہت بڑے علاقے میں پھیلا ہوا، اور مجھے یاد ہے کہ جب قلعہ عبداللہ میں زمرک خان صاحب یہاں موجود ہیں اور زمرک خان صاحب نے کہا کہ مجھے اپنے اس جوانی سے لے کر کے اب تک مجھے یہ یاد نہیں ہے کہ یہ پہاڑی علاقے ہیں یہاں اتنی برفاری بڑی ہے اور اب اس طریقہ کارکی برف بڑی ہے۔ زیارت سے لے کر اس طرف قلات کو ہم نے دیکھا باتی علاقے یہاں تک کوئی شہر میں اتنی زیادہ برفاری بڑے پیمانے پر ہوئی اُن دنوں میں ایک ہی وقت میں بلوجستان میں یہ سلسلہ ہر جگہ شروع ہوا۔ گودرتبت پنجگور خشان ڈویژن سیلیم ڈویژن سارا ساتھ ساتھ قلعہ عبداللہ، زیارت نصیر آباد ڈویژن میں اُس وقت تک شاید اس طرح کا پانی کا ایک ریلے یا اس طرح کی بارشیں نہیں ہوئیں بلکہ بارشیں ضرور ہوئی لیکن باقی بلوجستان کے علاقوں میں ہر جگہ پر یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اور بلوجستان کا رقبہ ایک بہت بڑا رقبہ ہے۔ ماضی میں اگر کچھ جگہوں پرسیلا ب آ جاتے تھے تو پورا ادارہ ایک جگہ کام کرتا تھا کوئی کر لیتا تھا۔ کوئی شہر کی میں آپ کو مثال دوں کہ ہزار گنجی کے پاس ہمارے

بہاں لوگ رہتے ہیں یہ بارشوں سے متاثر ہوئی ہیں یعنی کہ گھر ان کے تقریباً سو کے گھروں پر بھی گرے ہیں۔ وہاں انتظامیہ گئی۔ پیشین کے علاقے میں بھی وہاں کے ممبر بیٹھے ہوئے ہیں پیشین جیسے علاقے میں خواہ کان مہترزی میں ہوں زیارت میں ہوں اتنی برفباری ہوئی کہ پی ڈی ایم اے کا سسٹم وہاں بھی move ہوا کہ روڈوں کو کھولا جائے۔ ساتھ ساتھ پھر اسی طرح سیلا بوس کا سلسلہ آپ کا جو ہمارا بند کاریز ہے یہ دراصل بہت عرصے کے بعد لوگوں نے اُس کو بھرتے ہوئے دیکھا۔ یہ اُس بات کی یقین دکھاتا ہے نشاندہی کرتا ہے کہ بہت بڑے پیمانے پر بارشیں آئیں گی۔ وہاں پر گورنمنٹ گئی۔ تربت ہمارے ظہور بلیدی صاحب، حاجی اکبر آسکانی صاحب، لالہ رشید صاحب بہاں بیٹھے ہیں احسان شاہ صاحب موجود نہیں ہیں ہماری میڈم بھی وہاں کی ہیں ان میرانی ڈیم دس دن تک اسپیل وے اسکا چلتا رہا۔ اور ابھی پھر بارشوں کا سلسلہ پھر چلتا رہا۔ ہمیں اس بات پر بھی غور کر لینا چاہیے کہ یہ جو سارا سلسلہ شروع ہوا یہ ایک علاقے میں شروع نہیں ہوا یہ ایک ہی وقت میں پورے بلوچستان میں پھیلا۔ اور یہ بڑے چھوٹے لیوں کی بارش نہیں ہے کہ ہم بات کر رہے ہیں اُس علاقے کی جو پاکستان کا جسے ہم کہتے ہیں کہ نصف حصہ ہے۔ لیکن اس میں بھی چاہے ہمارے وزراء ہوں چاہے اس میں ہماری ایڈمنیسٹریشن ہوں پی ڈی ایم اے ہو، ہم نے بلوچستان کا الحمد للہ جہاں بھی ہمیں زمینی access ملا ہم وہاں بھی گئے۔ بشمولیت میں اور ہمارے کی بنیٹ کے ممبرز گئے جہاں ہمیں موقع ایریا زکا ہمیں ملا ہم وہاں بھی گئے جہاں جہاں ہمیں موقع ملا اُترنے کا ہم وہاں اُترنے۔ یہ اتنا بڑا سلسلہ ہے سیلا ب کے اور سیلا ب کا جب یہ پورے سلسلے کا ہم compile کر رہے تھے کہ اب یہ سلسلہ بارشوں کا رک گیا ہے۔ بارشوں کا اور برف کا رک گیا ہے ہم فلڈر ریلیف کے حوالے سے ایک پورا پکج بنائیں۔ ایک طریقہ کار بنائیں اور پھر ہم اُس کے حوالے سے جو بھی ہمیں کام کرنا ہیں یا اناونسمنٹ کرنی ہیں اُن کو آگے لے جائیں۔ آپ کو یاد ہو گا نیوز آئی کہ بلوچستان میں بارشوں کا ایک اور سلسلہ فوراً شروع ہونے والا ہے جو کہ شروع ہو گیا۔ اور بڑی عجیب فطرت ہے کہ ابھی اپریل کے مہینے میں بھی زیارت میں اپنے لحاظ سے برفباری بھی بلکہ کوئی کے پہاڑوں پر بھی برفباری ہوئی جو کہ عموماً اس سیزن میں دیکھا نہیں گیا ہے۔ تو وہ سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ہمارا جو نصیر آباد ڈویژن ہے جو، جس میں عموماً پچھلے سیلا بوس سے متاثر نہیں ہوا تھا وہاں پانی کا ایک بہت بڑا سلسلہ ہوا۔ تو ابھی ہم ایک

سلسلے ایک طریقہ کار سے نکلنے ہیں ہیں کہ ایک اور بہت بڑی چیزیں سامنے آئی ہیں۔ میں ایک چیز کی طرف، بہت سارے ہمارے ممبرز ہیں میرے اور آپ کے لئے شاید ایک پیکٹ یا ایک پانی کا بوقول یا یہ معنی نہیں رکھتی، لیکن جب کوئی آدمی سیلاپ میں یا کسی ایسی آفت میں پھنس جاتا ہے اور دو تین دن تک اُس کے گھر تک یا اُس کے علاقے تک کوئی روڈ نہیں آتی اُس کے لئے سب چیزوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر کسی کا ایکسٹینٹ ہوتا ہے تو ڈاکٹر اُسی وقت آپریشن اسٹارٹ نہیں کرتا آپ کو پہلا ٹرما سے نکالتا ہے آپ کو پہلے ایک جنسی ریلیف دیتا ہے آپ کو اُس چیز سے نکالتا ہے پھر آگے کی طرف لے جاتا ہے۔ ہمارا فرست فیز جو سب سے پہلا فیز تھا وہ access لوگوں کی طرف تھا۔ کہ لوگ یہ محسوس نہیں کریں کہ ہم بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس کوئی آنہیں آ رہا ہے۔ یہاں زائرین، ہندوز اور زین تھے وہ پھنس گئے، وہاں ہماری ٹیمیں گئیں۔ اسی علاقے میں بھی پانی آیا تھا وہاں بھی ایف سی، آرمی کے ساتھ گورنمنٹ کے لوگ گئے۔ اسی طرح ایئر لفت ہم نے مکران میں بھی کیا۔ لسبیلے میں بھی کیا۔ زیارت میں بھی ہم گئے۔ قلعہ عبداللہ کی طرف بھی ہم گئے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اُس فرست فیز میں جو ہمارا کام ہوتا ہے وہ بہت ضروری ہوتا ہے اور وہ فرست فیز میں ہوتا ہے کہ آپ نے پیکٹ کو اُس ٹرما سے نکالنا ہیں۔ اور اُدھر access لے جانا ہیں اور فوراً ایک جنسی کے لئے اپنے کو اتنا ایک پیکٹ بنانے کے دینا ہوتا ہیں کہ کم از کم ایک ہفتے آٹھ دن کا اُن کا ایک جنسی ریلیف نکل سکے۔ پھر ساتھ میں جیسے جیسے آپ کا access ہوتا ہے پھر آپ ٹینٹ، میڈیکل کی صورت میں دوسرا چیزوں کی صورت میں اپنی ساری چیزیں اُن اریا ز میں لے جاتے ہیں جو کہ آن ریکارڈ ہیں۔ میں انشاء اللہ یہ کہوں گا کہ ہمارے آنرا یبل منسٹر صاحبان یہاں بیٹھے ہیں اور جو باقی ممبرز ہیں ہم آپ کے انشاء اللہ سیسیشن میں آنے والے دو تین دنوں میں باقاعدہ ایک پورا چارٹ آپ کو دیں گے کہ ان drought سے لے کے آئے اور فلڈ کا جو دوسرا سلسلہ ہوا ہر ضلع میں کیا کیا activities ہوئیں، کہاں کہاں تک access دیا گیا کتنا لوگوں کو بچایا گیا کتنا لوگوں کو راشن دیا گیا۔ کیا ریلیف گئے اور کس طرح ہوئے وہ پوری ڈیلیل ڈسٹرکٹ واائز انشاء اللہ ایک رپورٹ کی صورت میں ہم آپ کو یہاں پیش کریں گے تاکہ ممبرز کے شاید ہو سکتا ہے دل میں خدشات ہوں۔ کہ شاید اُن علاقوں میں اتنا کام نہیں ہوا ہوگا۔ وہ ہو جائے گا۔ ہم اب ایک سینئنڈ فیز کی طرف ہیں جہاں ہمیں

rehabilitate کرنا ہے۔ پہلے آپ کا ایک ریسکیو ہوتا ہے۔ ریسکیو سے پھر آپ تقریباً ریلیف کے بعد ڈراما کے بعد پھر آپ rehabilitation process میں جاتے ہیں اور rehabilitation process کا ایک mechanism ہے ہمارے پاس جس میں ہمارے DC's ہوں گے۔ ایڈمنیسٹریشن ہو گئے اور اس میں PDMA ہے اور ممبر بورڈ بھی ہے اُس میں اس کا ایک پارٹ آتا ہے اس میں ڈسٹرکٹ وائز سسٹم کی لیٹیں ترتیب دی گئی ہیں۔ گھر کتنے نقصان ہوئے گھر کے افراد کتنے ہیں زمینوں کا کہاں کہاں نقصان ہوا ہے مالداری کا کتنا نقصان ہوا ہے گورنمنٹ کے facilities کہاں کہاں خراب ہوئی ہیں اسکوں ہسپتال اور روڈز کرنے ٹوٹے ہیں۔ ان سب کو ایک ٹائم گلتا ہے جس کا میکنریزم تقریباً یہ سارے ادارے یہ ساری گورنمنٹ یہ لوگ آر گناہنریشنر ہیں ڈیپارٹمنٹس ہیں یہ کرچکے ہیں۔ اور اب ساتھ ساتھ اس کا چونکہ ایک نیا فیز جو حالیہ تقریباً دس دن پہلے بارشوں کا آیا اس کو بھی اُس کے اندر بھی شامل کرنا ہیں کیونکہ یہ سلسلہ اُس وقت تک نہیں تھا۔ یہ جیسے ابھی مکمل ہو کے آئے گی اس کی ذمہ داری یقینی طور پر حکومت بلوچستان کی ہے ہم اپنی ڈولپمنٹ پکج میں سے ریلیف پکج میں سے جس چیز کو ہم نے کرنا ہیں انشاء اللہ ہم وہ سب کریں گے۔ جو ایک آنر ایبل required area سے ہو سکے گا۔ میری ریکوئیسٹ ہو گئی بہت سارے ہمارے معزز ممبرز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں بہت ساروں نے خود اس بات کی نشاندہی کرائی ہے۔ حالیہ پندرہ بیس دن پہلے مختلف ٹاؤن کمیٹیز میونسپل کار پوریشن، میٹرو پولیشن کار پوریشن، DC's کی طرف ڈولپمنٹ کی مدد میں ایک بہت بڑی رقم ان سب کے پاس گئی ہیں۔ آپ identify کرائیں کہ انہیں علاقوں کے اندر انہیں بجٹ میں سے اُن فلڈ جہاں آپ کے متعلقہ ایریا ایز affect ہوئے ہیں۔ کم از کم پورا نہیں سردار صاحب نے ایک بڑی اچھی تجویز دی کہ کم از کم ایک چھوٹا سا پورشن ان ضلعوں میں اُس کے حوالے سے ریلیف میں لگیں تو اُس کا بھی بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ جیسے یہ ہمارے پاس فائل اسٹٹچ میں آتی ہے کوشش انشاء اللہ ہماری ہو گی کہ حکومت بلوچستان ان سارے ڈولپمنٹ پکج کو incorporate / پنچ ساتھ کریں جو ہم سے انشاء اللہ ہو سکے گا۔ اگر اس کا مقدار اس کی تعداد بہت زیادہ جو ہمارے شاید approach سے زیادہ ہو گی ہم already وفاقی حکومت کے ساتھ بھی in-touch ہیں اسکے حوالے سے اُسکو بھی ہم

initiate کریں گے اور ہم ضرور کریں گے۔ یقینی طور پر یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو جب بھی کسی بھی ضلع میں آتا ہے ہم پر ایک بڑا pressure آتا ہے۔ میرے ضلع میں بھی آیا ہے یقینی طور پر آیا جو بھی ہمارے ممبران ہیں جن سے لوگ توقع کرتے ہیں ایک ایگر لیکچر علاقہ بھی ہے۔ اور میں چاہوں گا کہ جیسے حالیہ نصیر آباد ڈویژن میں ایک بڑے پیمانے پر desilting کے حوالے سے بھی proposals گئی ہیں کام ہونے کا ہیں۔ تو ہم ان کو بھی divert کر سکتے ہیں کہ ہم انکو بلڈوزرز کی صورت میں desilting کو مزید بہتر کرنے اور بندات کی صورت میں زمینداروں کو جہاں جہاں نقصانات ہوئے ہیں اُس کے صورت میں بھی انکو divert کر سکتے ہیں change کر سکتے ہیں کیونکہ ابھی بھی ہمارے پاس موقع ہے ان کو بہتر کر سکتے ہیں۔ تو انشاء اللہ اب جہاں جہاں ہماری ڈیپارٹمنٹ، MMD ڈیپارٹمنٹ ہمارا یہ بیٹھا ہے زمرک خان صاحب بھی ہیں ابھی حالیہ میں تقریباً بہت سارے اضلاع میں بلڈوزرز کچھ گئے ہیں مزید بھی ان چیزوں کی گنجائش ہو گی جہاں جہاں ایم جنسی کے حوالے سے بھیجننا ہیں انشاء اللہ یہ گورنمنٹ بھیجے گی۔ تاکہ لوگوں کو initial rescue کے بعد ان کی اب جو rehabilitation process کا ہے اُس پر ہمیں سنبھیڈگی سے کام کرنا ہو گا اور صرف لوگوں کو یہ نہیں دکھانا ہو گا کہ ہم نے صرف لسٹیں بنالیں ہیں اور ہم انشاء اللہ اسکو کریں گے۔ اب ہم انشاء اللہ اسکو کر کے پورا دینا ہو گا۔ اور اُس کے لئے ہم بالکل آپ نشاندہی کروائیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ کچھ processes بھی ہیں عموماً، ہمارے بھی پارٹی میں یہ چیز آتی ہیں مختلف لوگ آتے ہیں کہ جہاں وہ field کرتے ہیں کیونکہ اگر میں اور آپ جس کو criteria اپنا پورا کرتے ہیں۔ کیونکہ بعد میں ورنہ بھی باتیں آتی ہیں کہ جن کو ملنا چاہیے تھا ان کو نہیں ملا۔ تو اس processes میں آگے پیچھے کچھ چیزیں آتی ہیں۔ لیکن NDMA کی طرف سے حالیہ میں جب یہ پورا نصیر آباد کا سلسلہ ہوا تھا سبی میں بولان کے حوالے سے جو پانی آیا تھا اُس میں ہمارے پاس NDMA نے جو ہمیں سپورٹ بھیجی فوراً وہ سکھر سے بھیجی تھی جس کو ہم نے جھل مگسی میں اور سبی میں اور دوسرا علاقوں میں بھی آگے بھیجا۔ تو کہنے کا مقصد ہے کہ ڈیپارٹمنٹ اپنی ساری چیزوں میں با قاعدہ ہم focus بھی ہیں۔ ہمارے کمشنز ہیں۔

DC's ہیں۔ اُنکے پاس بھی جو انکو بجٹ بھیجا گیا تھا انکو utilize کروایا ہے۔ اور انشاء اللہ میری ریکوئیسٹ آپ سے بھی ہو گی کہ آپ ایجوکیشن میں ایڈن فنٹریشن کی مدد کرتیں۔ صحیح لوگوں کی identification اپنے لوگوں کی کروائیں جن جن لوگوں کا واقعی نقصان ہوا ہے اُس کی تصدیق، اُس کی جو process ہے وہ ہمیں adopt کرنا پڑے گا۔ تحصیلدار اور نائب تحصیلدار آپ کا ہوگا۔ آپ ہوں گے ممبرز ہیں۔ پی ڈی ایم اے کا عملہ ہو گا۔ اگر ایسے بہت ساری چیزوں کی شکایت آتی ہے اور آپ متعلقہ لوگ وہاں نہیں جا رہے ہیں اس فورم پر آپ بات کر سکتے ہیں، ہم سے آپ بات کر سکتے ہیں تاکہ ہم مزید وہاں امداد بھیجنیں۔ کوشش ہماری ہوتی کہ identification میں کم از کم کوئی نہ رہ جائے۔ ڈیا ہمارے پاس جتنا آئے گا اُس پر evaluate کریں گے۔ کہ کس حد تک آگے جاتی ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کس حد تک جائے گی۔ کس حد تک کرے گی۔ بہت سارے donors ہیں جو مدد کرنا چاہیں گے بہت سارے ادارے دوسرے ادارے ہیں وہ بھی آنا چاہتے ہیں اُن کے اور باقی جو ہو گی وہ ہم وفاقی حکومت کو اس حوالے سے پہلے ہی ہم نے sensidize کیا ہوا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ بھی اس میں کام کریں گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی قادر علی نائل صاحب! آپ اپنی نہیں قرار داد پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل: شکریہ جناب اسپیکر اجب یہ پیش کیا گیا تھا ہزار گنجی کا واقعہ ہوا تھا۔ میں آپ کی اجازت سے اس میں جناب! پھن میں جو پولیو رکرز خاتون کو ٹار گٹ کیا گیا ہے۔ اور اور ماڑہ کا جو سانحہ ہوا ہے وہ بھی شامل کرنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: کر دیں شامل۔

جناب قادر علی نائل: میں اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 12 اپریل 2019ء کو صبح 8:00 بجے ہزار گنجی سبزی منڈی میں ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے افراد جو منڈی سے بزری وغیرہ خریدنے کے تھے جن کی گاڑی پر خود کش حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے 10 بیگناہ سبزی فروش سمیت دوایسی الہکار اور اکیس افراد شہید کیئے گئے۔ ظلم کا یہ پیش آنے والا واقعہ نہ صرف بربریت کی انتہاء ہے بلکہ صوبے کا امن و امان کو تباہ کرنے کی گناہی سازش ہے۔ اور اسی طرح جو سانحہ اور ماڑہ میں پیش آیا جس میں چودہ افراد شہید کیئے گئے یہ

بھی ایک المناک واقعہ ہے اور آج کا جو چن میں جو واقعہ ہوا ہے دھماکہ ہوا ہے ٹارگٹ کنگ ہوئی ہے ایک پولیو ورکر کی توہندا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کراس افسوسناک یہ تمام افسوسناک اور المناک اور دخراج واقعات کو زیر بحث لایا جائے۔ قرارداد موشتر کہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ تحریک التوانہ 1 اور 2 ایک ہی نوعیت کے حامل ہیں الہنا تحریک التوانہ 1 اور 2 کو۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیریے: تحریک التوانہ 1 اس واقعہ سے متعلق میں نے پہلے ہی روز جمع کیا تھا روز کے لحاظ سے تحریک التوانہ 1 مجھے پڑھنے دیں اُس کے بعد آپ اس کو کلب کر کے اس کیلئے بحث کروائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں آپ پڑھیں ورنہ ہیں تو ایک ہی وہ۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں جو روز ہیں اُس کے مطابق چنانچا ہیے۔ تحریک التوانہ 1 میں اسمبلی قواعد و انضباط کار محりہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 12 اپریل 2019ء کو ہزار گنجی بزری منڈی کوئٹہ میں ڈھنگری کے ایک المناک اور انسانیت سوز واقعہ پیش آیا جس کے نتیجے میں بیس معموم اور لاچار شہریوں کی شہادتیں اور تیس سے زائد رخی ہوئے اسی طرح چن میں ڈھنگری کا واقعہ پیش آیا جس کے نتیجے میں ایک نوجوان شہید اور سات سے زائد رخی ہوئے۔ اس کے علاوہ سترہ اپریل کو اور ماڑہ میں یونین میں کوٹل ہائی وے پر ڈھنگری کا واقعہ پیش آیا جس میں چودہ بیگناہ اور لاچار لوگوں کی شہادتوں کا واقعہ ہوا۔ اور آج صحیح چن میں پولیو رکر ز پر حملہ ہوا جس میں ایک پولیو رکر شہید اور ایک رخی ہوئی۔ الہنا آج اسمبلی کی کارروائی روک کراس افسوسناک اور دخراج واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا کن مذکورہ تحریک التوانہ 1 پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ تحریک نمبر 1 کو ایوان کی حمایت حاصل ہوگی ہے۔ چونکہ تحریک التوانہ 1 اور 2 ایک ہی نوعیت کے حامل ہیں الہنا تحریک التوانہ 1 اور 2 کو مورخہ 27 اپریل 2019ء بروز ہفتہ بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔ وہ تو آج آئے نہیں ہیں میرے خیال سے زابد علی رکی صاحب۔ جناب اصغر علی ترین صاحب کی جانب سے تحریک التوانہ 4 موصول ہوئی ہے قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی محりہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 77 (الف) کے تحت ایک ہی

دن میں ایک ہی تحریک التوا پیش کی جا سکتی ہے لہذا تحریک التوانہ 4 کو اگلے اجلاس کے لئے ڈیفر کیا جاتا ہے۔
جناب شناہ بلوچ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 41 پیش کریں۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: میرے خیال میں تحریک التوانہ منظور ہو چکی ہے اس پر بحث ہو گی 27 کو۔ اسی لئے میں نے آپ لوگوں کو کہا تھا کہ قرارداد لے آئیں۔ لیکن آپ لوگوں نے تحریک التوانہ اپسرا کیا۔ آپ لوگوں نے خود تحریک التوانہ choose کیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناہ بلوچ صاحب آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ قادر علی نائل صاحب آپ اپنی ذمتوں قرارداد پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل: ذمتوں قرارداد۔ ہرگاہ کہ مورخہ 12 اپریل 2019ء کو صحیح آٹھ بجے کے قریب ہزار گنجی سبزی و فروٹ اڈہ، مغربی باہی پاس پر غریب سبزی فروشوں کی گاڑیوں کو خودکش حملہ کے ذریعے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں 10 بیگناہ، نہتے غریب ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے سبزی فروشوں سمیت سیکورٹی پر ماموروں ایف سی ایکار اور آٹھ بیگناہ شہری شہید ہوئے۔ اس افسوسناک سانحہ میں تیس کے قریب بیگناہ شہری زخمی ہوئے۔ بربریت کا یہ اندوہنا ک واقعہ کوئی شہر اور صوبہ کے امن کو تھہ و بالا کرنے کی مذموم سازش ہے۔ جس کا یہ ایوان نہ صرف پُر زور الفاظ میں ذمہ کرتا ہے بلکہ شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ اور شہداء کے لواحقین سے اظہار تعزیت اور ہمدردی کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اور اسی طرح اور ماذہ کا جو سانحہ پیش آیا جس میں چودہ بیگناہ افراد کی شہادت ہوئی ہے۔ اور آج جو چمن کا سانحہ ہوا ہے جس میں ایک پولیور کرز بھی شہید ہوئی ہے، یہ بھی چمن دھماکہ کے نتیجے میں۔ یہ اندوہنا ک واقعات صوبہ کو بدانتی کی طرف لے جانے کی ایک سازش ہے۔ نیز یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ کوئی شہر سمیت بلوچستان کو بدانتی میں دھکنے والے عناصر کا قلع قلع کرنے کیلئے تمام ممکنہ اقدامات کیئے جائیں گے۔ اور اپنی سیکورٹی اداروں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا جائیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر خان صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! جس طرح اُنہی دنوں میں چمن میں جو دھماکہ ہوا تھا جس میں ایک جوان شہید اور کافی جوان زخمی ہوئے تھے اور آج پولیور کر کی شہادت ہوئی ہے

کوٹل ہائی وے پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکزئی صاحب! آج اگر یہ منظور ہو جائے ناں تو بیشک بحث کیلئے تو ہم لوگ کوئی اور date دیں گے۔ آپ لوگ بحث آج نہیں کریں۔ بحث پھر اگلے دن اُس پر کر لیں گے۔ آج صرف اس کو منظور کرنا ہے۔ تو آپ لوگ بات زیادہ نہیں کریں۔ بس اس کو آج منظور کر لیتے ہیں ۔۔۔ (مدخلت) آپ کی بات صحیح ہے اختر حسین صاحب۔ اس کو آپ مختصر اس کی admissibility کی صاحت فرمائیں، پھر اس کے بعد منظور کر لیں گے۔۔۔ (مدخلت) جی قادر صاحب۔

جناب قادر علی نائل: شکریہ جناب اسپیکر! اصل میں گزشتہ تین گھنٹوں سے ہم لوگ بحث کر رہے تھے یہاں قدر تی آفات پر۔ تو ہمارے ساتھ جو سانحہ ہوا ہے وہ انسانی آفت ہے، انسانوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ آج جس حلقے سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں 14 دنوں سے سبزی نہیں آئی ہے۔ اور نہ ہی وہاں فروٹ ہے۔ ہمارے لوگ ابھی تک اُس سانحہ کے after-shock سے گزر رہے ہیں۔ تو اس وجہ سے یہ نہ متی قرارداد لائی گئی تھی کہ یہ سانحہ بلوچستان اور کوئٹہ شہر میں جو امن و امان کی صورتحال بہتری کی جانب جا رہی تھی اُس کو بد امنی کی جانب لے جانے کی ایک سازش ہے اور ایک کوشش ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہم سمجھتے ہیں کہ جو سانحہ ہزار گنجی ہوا ہے، وہ ہزارہ نسل کشی کا ایک تسلسل ہے۔ اور آپ نے دیکھا کہ ہم گزشتہ 15 سالوں سے یعنی میں نے اپنی سیاسی کیریئر کا آدھا حصہ اور اپنی عمر کا آدھا حصہ مسلسل لاشیں اٹھاتے گزاری ہے۔ اور مسلسل احتجاج میں گزارا ہے۔ یعنی ایک سال نو مہینے ہمیں تھوڑا ساری لیف ملا تھا کہ ہم امن سے، سکون سے سانس لیں۔ لیکن ایک بار پھر ہم نے دیکھا کہ وہ تو تین اور وہ عناصر جو ہماری معاشی قتل عام اور معاشی نسل کی درپے تھا وہ عناصر جو ہماری سماجی۔ سماجی اس لحاظ سے کہ ہمیں دو جیلوں میں کھلے جیلوں میں محصور کر دیا گیا ہے۔ اور سماجی رشتہ ہمارے برادر اقوام سے، شہریوں سے منقطع کر دیئے ہیں۔ تو یہ ہمارا یہ سماجی قتل عام ہے۔ معاشی قتل عام گزشتہ 15 سال سے ہو رہا ہے۔ اور اس کا تسلسل سانحہ ہزار گنجی ہے کہ ہمیں بازاروں سے، مارکیٹوں سے بے دخل کر دیا گیا اور آپ نے دیکھا کہ جب ہمارے مزدور وہاں گئے تھے سبزی لینے ایک بار نہیں ہوا ہے۔ مسلسل حملہ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان شروع ہے۔

(اذان عشاء: خاموشی)

جناب قادر علی نائل: جناب اسپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ سانحہ ہزار گنجی ہمارا معاشر قتل عام، سیاسی اور تعلیمی قتل عام کا ایک تسلسل ہے۔ آپ نے دیکھا کہ گذشتہ پندرہ سالوں سے جس تعلیمی ادارے سے میں نے پڑھا ہے وہ مارا مادر علمی ہے گورنمنٹ ڈگری کالج سریاب روڈ، جہاں میں نے ساڑھے چار سال گزارے ہیں۔ آج ایک بھی ہزارہ اسٹوڈنٹس آپ کو وہاں نظر نہیں آئے گا۔ میں نے تین سال بلوچستان یونیورسٹی سے، میرے کلاس فیلوز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں نصر اللہ زیرے صاحب اور احمد نواز صاحب۔ ہم نے ساتھ ہی وہاں پر politics کی ہیں۔ لیکن آج ہم کو ایک بھی ہزارہ اسٹوڈنٹس وہاں نظر نہیں آئے گا۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک سمازش کے تحت ایک منصوبہ بنندی کے تحت یہاں کے تعلیمی دروازے ہمارے اوپر بند کر دیے گئے ہیں۔ اور آج یہ جو سانحہ ہزار گنجی ہوا یہ اُسی کا تسلسل ہے۔ ایک بار پھر چاہ رہے ہیں کہ اسی طرح ہمیں محصور کریں ہمیں مقید کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو صورتحال اب بننے جارہی ہے جو حکومتیں اور جو عناصر اس سے پہلے ہزارہ نسل کشی میں ملوث تھے اب جو ہے وہ خون رایگان نہیں جانی چاہیے۔ کیونکہ اب صورتحال یہ ہے کہ ہم یہاں اگر خوشحال بلوچستان دیکھنا چاہتے ہیں اگر ہم پُر امن بلوچستان دیکھنا چاہتے ہیں تو اُسکے لئے ضروری ہے کہ یہاں پر امن ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گذشتہ چودہ دنوں سے ہزارہ ٹاؤن اور گردنوواح میں سبزی اور فروٹ نہیں ہیں۔ چودہ دنوں سے کوئی ہمیں وہاں جانے نہیں دیا جا رہا ہے۔ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ منڈی اپنے علاقے میں مارکیٹ بنالیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ہزارہ قوم کو آپ تحفظ نہیں دیں آپ کوئی کو پُر امن ماحول دے دیں آپ بلوچستان کو پُر امن ماحول دے دیں۔ ہم کالج جانا چاہتے ہیں، ہم بازار میں آنا چاہتے ہیں، ہم یونیورسٹی جانا چاہتے ہیں، ہم پولیٹیک کالج جانا چاہتے ہیں، ہم خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی میں وہاں پڑھنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسا ماحول فراہم کیا جائے جہاں ہم آزادی سے جا سکیں آزادی سے پڑھ سکیں اور آزادی سے گھوم سکیں۔ اور یہ جو ہمارے اوپر حصہ بنائے جا رہے ہیں یہ ہمارے رشتہ ہمارے سماجی رشتہوں کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہمیں یہ کسی صورت قبول نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر یہ جب سے یہ نیشنل ایکشن پلان بنائے جائے اس پر تمام سیاسی جماعتوں کا اتفاق ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں نے اس کے تمام شقتوں سے اتفاق کیا ہے اگر ماضی میں اس پر من و عن عمل ہوتا تو یہ صورتحال نہیں ہوتی۔ آپ نے دیکھا کہ ہمارے عزتوں کا یہاں سلسلہ ہوا یہاں پر ہمارے سوسائٹی میں سو شل سائیکلوجی مسئلہ بن چکا ہے۔ ہر دوسرਾ شخص جو ہے وہ نفسیاتی مریض بن چکا ہے ہماری سوسائٹی میں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری برادری ہماری قوم اس مشکل سے نکل آئے اور یہاں بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایوان جو ہے

ہماری مظلومیت کی آواز کا مفروض ہے اس ایوان میں گذشتہ پندرہ سالوں سے ہماری آواز نہیں سنی گئی۔ ہماری آواز نہیں بولی گئی اس وجہ سے ہم اپنی قوم کی آواز بن کر یہاں آئے ہیں اور اپنی معزز راکین سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ یہ جو ظلم ہورہا ہے یہ جو ظلم ہوا ہے اس پر آپ بھی بولیں یہ ایوان بھی بولے اور اس مقدس ایوان بھی بولیں اور حکومت، جو چھلی حکومتیں تھیں اب اُس طرح کی حکومت ہمارے ہاں نہیں ہے۔ اب سی ایم صاحب نہیں ہیں۔ لیکن وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں توقع ہے ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ حکومت اپنی پیشو و حکومت کی طرح نہیں ہو گی عملی اقدامات کیتے جائیں گے نیشنل ایکشن پلان پر اُس کی روح کے مطابق عمل کیتے جائیں گے۔ جو safe-city کا پروجیکٹ ہے جو دس سالوں سے التوا کا شکار ہے اُس پر فوری عملدرآمد ہو گی اور جو سیکیورٹی ایشوز ہیں ان پر مؤثر اقدامات کیتے جائیں گے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اگر آپ کوئئہ کو پُر امن ماحول دے دیں برادری کو اگر آپ تحفظ دیتے ہیں تو آپ اس کو ان جیلوں سے نکال دیں آپ کوئئہ کو پُر امن ماحول دے دیں آپ امن کی فضاء یہاں پر لائیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے بسوں سے اُتار کر یہاں پر ہماری خواتین کو مار دیا۔ لیکن ہم نے نرگس جیسی اور شاہدہ جیسی بیٹیاں اس قوم کو دی ہیں اور پاکستان کو دی ہیں جو پاکستان کی عزت بنی ہیں۔ جو پاکستان کی فخر بنی ہیں۔ ہمارے سبزی فروش یہاں مارے جا رہے ہیں دہشتگردوں کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہیں لیکن ان سبزی فروشوں کے بچے آج فور سز میں جا رہے ہیں۔ اور ملک کا دفاع کرنے کے لئے وہاں جا رہے ہیں۔ تو آپ نے باکسر ابرار کو شہید کر دیا۔ آپ دہشتگردوں نے یہاں جتنے بھی مارے لیکن اُس کے باوجود ہمارے حوصلے بڑھتے گئے۔ اُس کے بعد ہم نے مسلسل انٹریشنل باکسر دیئے ہیں۔ انٹریشنل فٹبال روڈیئے ہیں۔ ہماری contribution محیثیت قوم صرف پاکستان کو اس خطے کو افتخارات دیتے ہیں۔ لہذا اس پر افتخار قوم کو آپ عزت دے دیں۔ ان کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ اس وجہ سے یہ قرارداد لائی گئی ہے۔ یہ مدتی قرارداد لائی گئی ہے۔ یہ تحریک التوا یہاں پیش ہوئی ہے کہ اس پر ہم سارے بحث کر لیں کہ کیا صورت نکل سکتی ہے کہ ہم اپنے شہر کو اپنے بلوچستان کو اپنی ایک چھوٹی سی اقیانی قوم کو ایک پُر امن ماحول دے سکیں۔ ہمیں بھی ہنہ کا ماحول دے دیں۔ ہم بھی پہاڑوں پر جاسکیں۔ ہم بھی پنک مناسکیں۔ ہم بھی ہنس سکیں۔ کیا محیثیت انسان یہ ہمارا حق نہیں ہے؟ تو ہم بھی اپنا حق چاہتے ہیں یہ ایک فطری حق ہے۔ تو اس حوالے سے مجھے توقع ہے اور حکومت سے مجھے اُمید ہے کہ اس سے پہلے جو نا انصافیاں ہمارے ساتھ ہوئی ہیں اس دفعہ یہ نا انصافیاں ہمارے ساتھ نہیں ہوں گی۔ بہت بہت شکریہ اپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مختصر بات کریں اختر حسین صاحب! تین منٹ آپ بات کریں تین منٹ زیرے

صاحب بات کریں۔

میر اختر حسین لالگو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ آج ہمارے قادر نائل صاحب کی طرف سے جو منمتی قرارداد آئی ہے، ہم بھیت بلوچستان پیشناہ پارٹی اور بھیت اپوزیشن ممبر کے ہم اس کی بھرپور حمایت بھی کرتے ہیں اور جناب اسپیکر! بھیت ایک سیاسی کارکن کے یہ چیز ہم اس چیز کو بہت عرصے سے محسوس کر رہے تھے اور اگر آپ اس اسمبلی کے شروع کے دنوں کی کارروائی کا ریکارڈ بھی منگولیں تو ان دنوں میں بھی اسی فلور پر کھڑے ہو کر کے ہم نے ان تمام چیزوں کی نشاندہی کی تھی کہ اس وقت جو بلوچستان میں جولاۓ اینڈ آرڈر کی خراب ہو رہی ہے، میں ان تمام خوابے کی باؤس وقت بھی آرہی تھی اسیں۔ اور جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے ان تمام چیزوں کو discuss کرنے کے لئے اس معزز ایوان میں ایک ریکویزیشن جمع کیا تھا جو ہم بلوچستان کی مجموعی جو امن و امان کی صورت حال تھی اُس کو ہم بحث کرنا چاہ رہے تھے ان تمام چیزوں کو، ان تمام واقعات، ان کو ہم discuss کرنا چاہتے تھے۔ ان کی root-cause کی طرف ہم اس کو discuss کرنا چاہتے تھے اور ان تمام واقعات کے سامنے ہماری یہ کوشش تھی کہ ہم ان واقعات کے سامنے ایک بند باندھ لیں۔ لیکن افسوس کہ آج دونٹ پہلے اس ہاؤس میں اراکین کی تعداد آپ دیکھ لیں اور آج اس امن و امان کے حوالے سے ہماری سنجیدگی کا عالم آپ دیکھ لیں کہ اس میں کتنے ممبر زرہ گئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اس دن بھی چار دفعہ یہاں پر اس کو روم کو توڑا گیا کہ امن و امان پر بات نہیں ہو سکے۔ توڑنے کی کوشش کی گئی کہ امن و امان پر بات نہیں ہو سکے۔ جب کوئم نہیں ٹوٹا تو Chair کی طرف سے اس تمام کارروائی کو buildoze کیا گیا تاکہ امن و امان کے اوپر بات نہیں آ سکے۔ لیکن شومئی قسمت کہ ہمیں اگر ہوش آیا بھی تو میں لاشوں کو کاندھادیئے کے بعد۔ جن میں آٹھ جوان آٹھ گھروں کے چشم و چراغ آٹھ گھروں کے کفیل آٹھ خاندانوں کی گھروں کے تیموں کے وہ والد ہزارہ قوم کے ہمارے گھروں سے وہ جنازے اُٹھے۔ بارہ جو ہیں وہ دس بارہ کے قریب ہم نے مختلف اقوام کے جنازوں کو کاندھادیئے کے بعد آج ہم اس اسمبلی میں آئے ہیں اور ان تمام چیزوں کو زیر بحث لانے کے لئے۔ تو جناب والا! کہنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ ہم اس قرارداد کے خلاف قطعاً نہیں ہیں۔ ان چیزوں کو تو ہم اس دن address کرنا چاہ رہے تھے اس اسمبلی میں بار بار ہم اُٹھے ہیں بار بار ہم نے ان تمام چیزوں کی نشاندہی کی ہے۔ ہر واقعے کے بعد ہمارے آنے والے دنوں میں ہمیں خون کی وہ بوند ہم نے محسوس کی ہے کہ اس دھرتی کے ساتھ ہمارے اس صوبے کے ساتھ ہمارے اس ولن کے ساتھ پھر ایک گھناؤ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ پھر سازشوں کی بوہمیں آ رہی تھی بھیت ایک سیاسی کارکن کے۔ تو جناب والا! یہ ہم تمام اراکین کی ہماری اس

پورے ہاؤس کی جو اس موضوع کے شروع ہوتے ہیں اس ایوان کی کرسیوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ یہاں بیٹھ کے ہمیں اپنے سسٹم کے ان تمام loop-holes کو ڈھونڈنا چاہیے اُن تمام کمی کو تاہیوں کو ڈھونڈنا چاہیے اُن تمام خامیوں کی نشاندہی کرنی چاہیے اور اُن تمام سازشوں کو بے نقاب کر کے اُن کے سامنے ہم نے سیسے پلائی ہوئی دیواریں کھڑی کرنی چاہیے۔ جس طرح میں نے آج سے پانچ چھ مہینے پہلے بھی ہاؤس میں ایک خطاب میں کہا تھا کہ جناب والا! ہزارہ قوم کو آپ نے محصور کر کے رکھ دیا۔ دو چہار دیواریں کے اندر۔ کیا ہم کروڑوں روپے اور جن علاقوں سے یہ ہمارے زائرین بھائی گزرتے ہیں اُن تمام علاقوں پر کرفیو لگا کر کے ہم انہیں گزارتے ہیں۔ آج سے دس پندرہ سال یا بیس سال پہلے یہ ماحول نہیں تھا بلوچستان کا۔ یہی زائرین بھائی تھے ہمارے جو مری آباد سے بلا خوف و خطری لوگ نکلتے تھے اور ایران جا کر کے اپنی زیارتوں میں اور واپس اپنے گھروں کو آتے تھے۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے اسی مری آباد میں جب ہم نوجوان تھے تو ان کی فتحیاب کے گراوڈوں میں اور ان کے میدانوں میں اُن کے ساتھ جا کر کے بیچ کھیلتے تھے اور یہ ہمارے ساتھ سریا ب اور ہدہ کے اور پشتون آباد کے میدانوں میں آتے تھے اور ہماری ان کے مابین بیچ ہوتے تھے۔ آج کیا وجہ ہے کہ کوئی بلوج پشتون مری آباد میں جاتے ہوئے کتراتا ہے۔ اور کوئی ہزارہ وہ شہر میں آتے ہوئے یا سریا ب اور پشتون آباد میں جاتے ہوئے کتراتا ہے۔ ہمیں سطحی چیزوں کو نہیں لینا ہے جناب والا! یہ اس کا کوئی حل نہیں ہے کہ ہزارہ برادری کا اگر کوئی جوان، بزرگ یا کوئی notable شخص اپنی اُس barrier سے باہر آئے تو پولیس کی چار جوان اُس کی حفاظت پر لگائیں تاکہ بازار جا کر کے وہ اپنا کام کر کے واپس گھر جائے، یہ اس مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ یہ جو barriers ہم نے لگائے ہیں یہ نہ ہی اس کا حل ہے۔ ہمیں اُس root-cause کو ڈھونڈنا ہوگا ہمیں اُس مرض کو ختم کرنا ہو گا تاکہ ہمارے اس معاشرے سے اس بد امنی کی لعنت کا ہم خاتمہ کر سکیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ بڑا سانحہ ہوا تھا اُس وقت جب نواب ریسانی کی حکومت کو برطرف کر کے گورنر اج لگایا گیا تھا اُس وقت بھی ہم نے سطحی فیصلے کر کے ایک حکومت کی قربانی دے کر کے ہم نے یہ کوشش کی کہ ہزارہ قوم کے غصے کو اور ان کو جو اُس تکلیف کو قوتی طور پر تھوڑا relief دے سکیں۔ کیا اُس حکومت کو ختم کرنے کے بعد جب گورنر اج لگا اُس کے دوران واقعات نہیں ہوئے۔ اُس کے دوران بھی واقعات ہوئے کیا ہم نے دوبارہ پھر اُس گورنر اج کو ختم کیا، یا ہم کسی ایک آفسر کو معطل کر کے اُس کے اوپر ذمہ داری ڈال کے جان چھڑا رہے ہیں تو جناب والا! یہ سطحی چیزوں سے نکل کر ہمیں ان تمام معاملات پر ایک سنجیدہ debate کرنا چاہیے ان چیزوں کی جڑوں کو ہمیں ڈھونڈنا چاہیے کہ یہ مرض ہمارے معاشرے سے

میں آیا کہاں سے۔ ہزارہ قوم، بلوج، پشتون قوم، ہمارے کوئی کے پنجابی ہمارے بھائی یہاں ہم صدیوں سے آباد ہیں۔ صدیوں سے ہمارے درمیان کوئی قتل و قتل نہیں تھا، کوئی دھنگردی نہیں تھی، کوئی نفرت نہیں تھی، کوئی جھگڑے نہیں تھے ہمارے درمیان۔ یہ کچھلے دودھائیوں سے یہ تمام چیزیں یہ مرض جو ہمارے معاشرے میں یہ لعنت آئی ہے ہمیں یہ ڈھونڈنا ہوگا کہ اس کے roots کہاں ہیں، یہ آیا کہاں سے، یہ ہمارے معاشرے میں inject کس نے کیا ہے؟ جب تک ہم اُس کا راستہ نہیں روکیں گے، ہم روز اپنی جوانوں کی لاشیں اٹھاتے رہیں گے۔ ہم روز جو ہے اپنے گھروں میں ماتم سجائتے رہیں گے، ہم روز جو ہے اپنے قبرستانوں کی تعداد بڑھاتے رہیں گے، اور ہم روز جو ہے خوف اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔ تو جناب والا! ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس issue کے آتے ہی مجھے سمجھا اس بات کی نہیں آتی بار بار سوچنے کے بعد بھی عقل تک ہار کے گرفتار ہے کہ اس issue میں وہ کون سا آفت چھپا ہوا ہے کہ کوئی اس پر بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس issue کو چھیڑتے ہی کون سا وہ طوفان آجاتا ہے جس سے ہاؤس خالی ہو جاتا ہے۔ وہ کون سانادیدہ خوف ہے جو ہم سب کی دلوں میں ہے کہ اس issue کو discuss کرنے میں اس issue پر بات کرنے میں اس کی وجہات کو ڈھونڈنے میں ہمارے پیروں کی بیڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ تو آج اس ہاؤس کی عالم آپ دیکھ لئے ہو نگے عالم چھاگیا اس قرارداد کی آتے ہی اس ہاؤس میں۔ تو جناب والا! ان تمام چیزوں سے بالاتر ہو کر ہمیں اپنے معاشرے کا اور ہمیں اپنے اس صوبے کا، ہمیں اپنے اس وطن کے بارے میں سوچنا ہوگا، اور اپنے آنے والے نسلوں کا سوچنا ہوگا کہ ہمارے بعد ہم ان کے لیے کیا چھوڑ کے جا رہے ہیں ہمارے بزرگوں نے وہ کون سامنہ اور محبت والا وطن ہمارے لیے چھوڑ اٹھا وہ ایک بھائی چارہ کی فضاء ہمارے لیے چھوڑ کر گئے تھے۔ اور ہم آپنے آنے والے نسلوں کے لیے وہ کون ساتھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس پر ایک سنجیدہ debate open ہونا چاہیے۔ اس پر سنجیدگی کا مظاہرہ ہونا چاہیے انہیں الفاظ کے ساتھ جناب اسپیکر میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکری یا لانگو صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے، میں اپنی جانب سے، اپنی پارٹی کی جانب سے اس قرارداد کی میں بھرپور تائید و حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جو واقعات ہوئے ہیں ابھی چند ہی دنوں میں آپ چند ماہ کہہ لیں، جو تسلسل شروع ہوا، جس خدشے کا اظہار ہم شروع ہی سے کر رہے تھے کہ جو دھنگردی کی جو صورتحال ہے جو فرقہ واریت کی ہے، جو انہیاء پسندی کی ہے، جس طرح وسطی

پختونخوا جسے فٹا کہا جاتا ہے، وہاں جو صورتحال تھی وہاں جتنے ہزاروں لوگوں کا قتل عام ہوا، وہاں سینکڑوں قبائلی عوام ندین کو تارکٹ کلگ کے ذریعے مارا گیا، لاکھوں کی تعداد میں قبائل کے عوام کو اپنے گھروں سے بے خل کیا گیا، وہاں مانزب بچھائے گئے۔ پھر بعد میں خیر پختونخوا میں جو مسلسل واقعات ہوتے رہے ایک قتل عام ہوا اور ہم ہماری لیدر شپ کہہ رہے تھے کہ اس ہشتنگر دی کے، اس کو یہاں اس صوبے میں منتقل کرنا، اس پشوتوں بیلٹ میں منتقل کیا جائے گا۔ آپ نے دیکھا چمن میں واقعات ہوئے، تین، چار مسلسل واقعات ہوئے اور آج ہی چمن شہر میں واقع ہوا وہاں چمن شہر کے یونین کوسل ہے، وہاں میر علی زئی میں بچیاں گئی تھیں، پولیور کرز اور عجیب سی صورتحال ہے جناب اسپیکر! کہ اس یونین کوسل میں وہاں کوئی سکیورٹی نہیں نہیں دی گئی تھی۔ یہ بیچاری جو بچیاں تھی جو وہاں پولیور کرز تھیں وہ اپنے رکشے میں جایا کرتے تھی، واپس پر اپنار کشہ کرایہ پر لے کر واپس آ رہی تھی۔ تو یہ واقعہ ان کے ساتھ ہوا۔ اور ایک وہاں پولیور کرز کی شہادت ہوئی پھر دوسری کو یہاں ٹرما سینٹر میں لایا گیا۔

انتابڑا campaign پولیوہم کا جاری تھا کوئی سکیورٹی نہیں تھی۔ اسی طرح جناب اسپیکر! جو واقعہ یہاں کوئی میں ہوا ہزار گنجی میں 12 اپریل صبح 8 بجے جس میں اب تک کوئی 23 بیگناہ والا چار لوگ شہید ہوئے۔ اور اس کے بعد 17 اپریل کو اور مارٹہ main coastal highway پر واقع ہوا 14 بیگناہ لوگ شہید ہو گئے۔ اور اس کے علاوہ جو مسلسل واقعات ہوتے رہے پیش میں واقعہ ہوا، کتنے واقعات ہوئے، کتنے لیویز الہکار شہید ہوئے، قلعہ سیف اللہ میں واقعہ ہوا تین چار واقعہ لیویز رسالدار شہید ہوا، لیویز الہکار شہید ہوئے۔ لورالائی میں واقعہ ہوا وہاں DIG office میں حملہ ہوا 9 پولیس والے وہاں شہید ہو گئے۔ پھر ارمان لونی شہید کا شہادت کا واقعہ ہوا۔ اور اس کے دو ماہ بعد وہ FIR ہوا تب جا کر کے دنیا بھر کے بچاں ممالک میں مظاہرے ہوئے تب جا کر کے ارمان لونی شہید کے شہادت کا FIR ہوا۔ جناب اسپیکر! اس کے بعد 20 مارچ کا واقعہ ہوتا ہے۔ لال کھٹانی، سنگوہی میں واقعہ ہوا، 19 دن وہاں دھرنہ جاری رہا۔ 19 دن کے بعد حکومتی ٹیم گئی اُن کے سیدھے دو مطالبات تھے کہ ایک کمیشن اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن بنایا جائے جو ان تمام واقعات کا وہاں کمیشن انکوارائزی کرے کہ یہ واقعات ہوئے کیسے، کس طرح ہوئے؟ لیکن اب تک وہ کمیشن نہ بن سکا۔ اس لیے نہیں بنایا جا رہا ہے کہ انہیں پتہ ہے کہ جسٹس قاضی فائز علی میں کا جو کمیشن بناتھا 8 اگست 2016ء کے واقع پر اُس کمیشن کی روپورٹ سے ڈر رہی ہے حکومت۔ اب کمیشن نہیں بنایا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! پھر یہ تمام واقعات یہ اس سلسلے کی کڑی ہے اور یہ آگے بھی جائے گی۔ جب تک وہ good or bed ہشتنگر د کا فرق ختم نہیں ہوگا۔ جب تک ریاست کی پالیسی واضح نہیں ہوگی۔ جس طرح پارلیمنٹ نے نیشنل ایکشن پلان بنایا تھا اُس کے 22 نکات تھے اُس 22 نکات پر ممنوع عمل

ہورہا ہے کیا؟ ہرگز نہیں ہورہا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ملک جل رہا ہے اور یہ ملک جلنے کی طرف جا رہا ہے۔ ہماری economy کہاں پہنچ گئی۔ ہماری GDP نیپال اور مالدیپ سے کم ہو گئی جناب اسپیکر! جب ملک میں امن نہیں ہو گا ترقی کہاں سے آئے گی؟ سی پیک کیسے بنے گا؟ جب یہاں دشمنگردی ہو گی۔ جب یہاں لاشیں گریں گی، جب یہاں لوگ تھک جائیں گے کہ وہ لاش اٹھائے۔ میرے دوست قادر نے پورا تصور کشی کی کہ کس طرح ان کے لوگ جو ہے نہ محصور ہو گئے ہیں۔ اس ہزار بخجی کے واقعہ میں اب تک 23 افراد شہید ہوئے۔ جن میں 10 ہمارے ہزارہ برادری کے لوگ ہیں، تین ہمارے بلوچ بھائی ہیں، 8 ہمارے پشتون بھائی ہیں۔ میرا رشتہ دار اُس میں شہید ہوا ہے۔ دو ایف سی والے اُس میں ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ ملک کس جانب بڑھ رہا ہے؟ کس طرح مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو کیا سوچھی ہوئی ہے اس ملک کو وہ کس طرف لے جانا چاہ رہے ہیں۔ ایک security State بنانا چاہ رہے ہیں یا ایک پر امن State بنانا چاہ رہے ہیں۔ ہم لوگ تو حامی ہیں ایک پر امن ملک بنانے کے لیے۔ ہم وہ لوگ ہیں جو عدم تشدد کے پیروکار ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو ہم امن چاہتے ہیں اس خطے میں۔ لیکن کچھ تو تیں ہیں کہ وہ امن نہیں چاہ رہے ہیں وہ ان قوتوں کو وجود دشمنگرد ہیں، جو فرقہ واریت کے قوتیں، جوانہ تال پسندی کے اُن کے اوپر ان کا ہاتھ پڑا ہوا ہے۔ وہ ہاتھ ہٹانہیں رہے ہیں۔ جب تک وہ ہاتھ نہیں اٹھائیں گے یہ واقعات ہوتے رہیں گے۔ وہ پشتون میں کہتے ہیں کہ ہر دن ہم اپنی لاشیں اٹھاتے رہیں گے، ہماری مائیں روئی رہیں گی، میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل ایکشن پلان پر عمل ہونا چاہیے تاکہ ہم ایک پر امن زندگی اس ملک میں گزار سکیں، اس ریاست میں گزار سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ (فائدہ حذب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! اس کی میں وضاحت کر دوں۔ میں نے شروع میں بھی آپ سے کہا لیکن اُس بات کو ignore کیا گیا کہ اس معاملے سے متعلق تین تحریک التوا آپ کے سامنے آگئی اور اُس کے بعد یہ قرارداد آئی، اب قرارداد اور تحریک التوا جو ہے وہ کیجا ہوئی چاہیے تھی اور 27 تاریخ کو اس پر مکمل بحث ہونی چاہیے تھی۔ اب 11 آدمیوں کے سامنے ہم دھاڑ دھاڑ کے بول رہے ہیں، یہ ہم اپنا بھی مذاق اڑا رہے ہیں، اور اتنا بڑا موضوع ہے گیا رہ MPAs بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم دھاڑ دھاڑ کے یہ ساری دنیا کو، یہ ہم اپنا بھی مذاق اڑا رہے ہیں اور اس ہاؤس کا بھی مذاق اڑا رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ اب یہ جو دو تین قراردادوں کے time کوئی تاریخ رکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب! اسی طرح کرتے ہیں میرے خیال سے۔
قائد حزب اختلاف: یہ کیوں کہ ابھی یہ جو اس کے بعد شاعر صاحب کا قرارداد ہے اُس کے بعد میرا قرارداد ہے اور اُس کے بعد دوسرا ساتھیوں کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف: اس کو آپ 27 اپریل کے لیے رکھیں۔ اور اس پر بحث تواب باقی ساتھی کریں گے تو لوگوں کے سامنے کریں گے جب کورم پورا ہو، legalise ہو، بحث کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ 27 اپریل کو یہ باقی قرارداد رکھیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں میں رونگ اس کے حوالے سے دیتا ہوں۔ کیا مذمتی قرارداد کو ایوان کی متفقہ قرارداد، کوتیریم کے ساتھ منظور کیا جائے؟ ایوان کی متفقہ مذمتی قرارداد تیریم کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔ چونکہ تین گھنٹے سے زیادہ ہو چکے ہیں، قواعد کے تحت اسمبلی کی کارروائی تین گھنٹے سے زیادہ نہیں چلا جاتی، جاسکتی، ایجنسی کے باقی ماندہ کارروائی بروز جمعہ 03 مئی 2019ء کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ غیر سرکاری 3 مئی کو ہی ہے۔ ملک صاحب! آپ خود اسپیکر رہ چکے ہیں یہ غیر سرکاری دن پر آتے ہیں مجھ سے زیادہ آپ کا تجربہ ہے۔

قائد حزب اختلاف: غیر سرکاری دن تو یہ ہے کہ جب آپ شروع سے schedule بنائیں۔ جب آپ خود چھوڑ دیتے ہیں تو وہ پھر غیر سرکاری کارروائی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: 3 مئی کو کر دیتے ہیں اُس دن کے لیے اور پھر وہ بہت کارروائی ہے ہمارے ساتھ۔ نہیں نہیں 03 تاریخ کو کر لیں گے انشاء اللہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 27 اپریل 2019ء بوقت سہ پہر 00:30 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 10:30 منٹ پر انتظام پذیر ہوا)

25 نومبر 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

80

25 نومبر 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

81

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

82

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

83

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

84

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

85

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

86

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

88

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

90

25 اپریل 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

91